﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾ (آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد ۱۱ — جمعۃ المبارک ۳۰/ اپریل ۲۰۰۴ء — ۹/ربیع الاوّل ۱۴۲۵ھ ہجری قمری ۳۰/شہادت ۱۳۸۳ھ ہجری شمسی — شمارہ ۱۸

قوم کو ہدایت دے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ احد میں سخت تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔اس پر صحابہؓ نے عرض کیا کہ آپ دشمنوں کے خلاف بددعا کریں مگر آپؐ نے فرمایا کہ میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بلکہ دعا کرنے والا اور رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔پھر آپ نے یہ دعا کہ اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ اے اللہ! انہیں ہدایت دے کیونکہ یہ جانتے نہیں۔

(شرح المواھب اللدنیہ زرقانی جلد۴ صفحہ ۲۵۰ دارالمعرفہ بیروت ۱۹۹۳ء)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

جو خدا تعالیٰ کے فضل پر خوش نہیں ہوتا اور اس کا عملی اظہار نہیں کرتا وہ مخلص نہیں ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''یاد رکھو جو خدا تعالیٰ کے فضل پر خوش نہیں ہوتا اور اس کا عملی اظہار نہیں کرتا وہ مخلص نہیں ہے۔میرے خیال میں اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ کے فضل پر سال بھر تک گا تا رہے تو وہ سال بھر ماتم کرنے والے سے اچھا ہے۔جو امور قال اللہ اور قال الرسول کے خلاف ہوں یا ان میں شرک یا ریا ہو اور ان میں اپنی شیخی دکھائی جاوے وہ اثم میں داخل ہیں اور منع ہیں۔دف کے ساتھ شادی کا اعلان کرنا بھی اسی لئے ضروری ہے کہ آئندہ اگر جھگڑا ہو تو ایسا اعلان بطور گواہ ہو جاتا ہے۔ایسا ہی اگر کوئی شخص نسبت اور ناطہ پر شکر وغیرہ اس لئے تقسیم کرتا ہے وہ ناطہ پکا ہو جائے تو گناہ نہیں۔لیکن اگر یہ خیال ہو بلکہ اس سے مقصد صرف اپنی شہرت اور شیخی ہو تو پھر یہ جائز نہیں ہوتے۔اسی طرح میرے نزدیک باجے کی بھی حلّت ہے اس میں کوئی امر خلاف شرع نہیں دیکھتے بشرطیکہ نیت میں خلل نہ ہو۔نکاحوں میں بعض وقت جھگڑے پیدا ہوتے ہیں اور وراثت کے مقدمات ہو جاتے ہیں۔جب یہ اعلان ہو گیا ہوا ہوتا ہے تو ایسے مقدمات میں انفصال سہل اور آسان ہو جاتا ہے۔اگر نکاح گم و صم ہو گیا اور کسی کو خبر بھی نہ ہوئی تو پھر وہ تعلقات بعض اوقات قانوناً ناجائز سمجھے جا کر اولاد محروم الارث قرار دے دی جاتی ہے۔ایسے امور صرف جائز ہی نہیں بلکہ واجب ہیں کیونکہ ان کی شرع سے قضایا فیصل ہوتے ہیں۔یہ لڑکے جو پیدا ہوئے ہیں بعض وقت ان کے عقیقہ پر ہم نے دو دو ہزار آدمی کو دعوت دی ہے۔اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ہماری غرض اس سے یہی تھی کہ تا اس پیشگوئی کا جو ہر ایک کے پیدا ہونے سے پہلے کی گئی تھی بخوبی اعلان ہو جاوے۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۳۹۳۔۳۹۴۔طبع جدید)

یونیورسٹی کے طلبا سے ''اسلام ایک پر امن مذہب'' کے متعلق خطاب

مختلف سکولوں اور ہسپتالوں کا معائنہ اور سنگ بنیاد اور موقع پر ہدایات ۔مساجد کا افتتاح

نیشنل اسمبلی کے صدر سے خوشگوار ملاقات ۔ پریس سے انٹرویوز

حضور انور کے دورہ مغربی افریقہ کے موقع پر حضور انور کی مصروفیات کے بارہ میں بینن (Benin) سے آمدہ رپورٹ قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

چھٹا دن، ۹/اپریل ۲۰۰۴ء بروز جمعۃ المبارک:

صبح چھ (۶) بجے حضور انور نے Portonovo کی پہلی مسجد میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی یہ Portonovo کی پہلی مسجد ہے اور موجودہ مشن ہاؤس سے جہاں حضور نے قیام کیا تھا سے تین کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔بارہ (۱۲) بجکر پندرہ منٹ پر حضور انور نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے 'مسجد بیت التوحید' Cotonou تشریف لے گئے۔جہاں ایک بجے حضور انور نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔حضور انور کا یہ خطبہ جمعہ ٹیلیفون لائن کے ذریعہ MTA پر براہ راست نشر کیا گیا۔

Cotonou میں ''مسجد بیت التوحید'' ایک تاریخی مسجد ہے۔یہاں پہلے کچی مسجد ہوا کرتی تھی۔جنوری ۸۷ء میں ڈاکٹر عبدالسلام صاحب مرحوم بینن تشریف لائے تھے تو نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے حکومت نے Cotonou کی سب سے بڑی مسجد کا انتخاب کیا تھا اور قالین وغیرہ بچھائے تھے۔جب نماز جمعہ کا وقت آیا تو ڈاکٹر صاحب نے پوچھا یہاں احمدیوں کی مسجد کہاں ہے مجھے وہاں جانا ہے تو حکومت کے افسران نے کہا کہ ہم نے نماز جمعہ کے لئے سب سے بڑی مسجد میں انتظام کیا ہے۔آپ وہاں چلیں۔ڈاکٹر صاحب نے کہا میں احمدیہ مسجد جاؤں گا چنانچہ پروٹوکول کو بالائے طاق رکھ کر ڈاکٹر صاحب احمدیہ مسجد پہنچے۔افسران بھی ساتھ تھے۔اس وقت یہ مسجد ایک چھوٹی سے خستہ حال کچی مسجد تھی۔جس پر ٹین کی چھت تھی۔چند آدمی اندر نماز پڑھ سکتے تھے۔مسجد کی جگہ بھی بہت خراب تھی اردگرد گندا پانی جمع رہتا تھا۔ہر کوئی دیکھنے والا حیران تھا کہ یہ شخص شہر کی سب سے بڑی مسجد کو چھوڑ کر اس خستہ حال مسجد میں آیا ہے۔ڈاکٹر سلام صاحب نے اس مسجد میں نماز جمعہ ادا کی اور جو چند احمدی احباب تھے ان کے ساتھ گھل مل گئے اور باتیں کرتے رہے۔آج اسی جگہ پر اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ایک وسیع وعریض دومنزلہ بڑی خوبصورت مسجد بنانے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔جس میں آٹھ صد افراد نماز پڑھ سکتے ہیں۔یہ مسجد ہائی وے کے اوپر ہے اور دور سے نظر آتی ہے۔

نماز جمعہ وعصر کی ادائیگی کے بعد حضور انور نے مسجد کی بیرونی دیوار پر لگی ہوئی تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کروائی۔مسجد کی بیرونی دیواروں کو ٹائلز

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پرملاحظہ فرمائیں

فرمودات خلفاء

قرآن کریم پڑھنے کا طریق

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن میری غذا اور میری روح کی فرحت کا ذریعہ ہے اور باوجود اس کے کہ مَیں قرآن کریم کو دن میں کئی بار پڑھتا ہوں مگر میری روح کبھی سیر نہیں ہوتی۔یہ شفا ہے، رحمت ہے، نور ہے، ہدایت ہے۔چنانچہ ایک مرتبہ جب آپؓ سے کسی نے سوال کیا کہ قرآن کریم کیونکر آ سکتا ہے؟ تو آپؓ نے جواب دیا کہ:

''قرآن کریم سے بڑھ کر سہل کتاب دنیا میں نہیں مگر اس کے لئے جو پڑھنے والا ہو۔سب سے پہلے اور ضروری شرط قرآن کریم کے پڑھنے کے واسطے تقویٰ ہے۔اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ متقی کو قرآن پڑھاوے گا۔طالبعلم کو معاش کی طرف سے فراغت اور فرصت چاہئے۔تقویٰ اختیار کرنے کی وجہ سے اس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچتا ہے کہ کسی کو معلوم بھی نہیں ہو سکتا۔اللہ تعالیٰ خود متکفل ہو جاتا ہے۔

پھر دوسری شرط قرآن کریم کے پڑھنے کے واسطے مجاہدہ ہے۔یہ مجاہدہ خدا میں ہو کر کرنا چاہئے۔پھر مشکلات کا آسان ہو جانا اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔

پھر قرآن کریم کے پڑھنے کا ڈھنگ یہ ہے کہ ایک بار شروع سے لے کر آخر تک خود پڑھے اور ہر ایک آیت کو اپنے ہی لئے نازل ہوتا ہوا سمجھے۔آدم و ابلیس کا ذکر آئے تو اپنے دل سے سوال کرے کہ مَیں آدم ہوں یا شیطان۔اس طرح قرآن کریم پڑھتے وقت جو مشکل مقامات آویں ان کو نوٹ کرتے جاؤ۔جب قرآن شریف ایک بار ختم ہو جائے تو پھر اپنی بیوی کو اور گھر والوں کو اپنے درس میں شامل کرو اور ان کو سناؤ۔اس مرتبہ جو مشکل مقام آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ ان کا ایک بڑا حصہ حل ہو جاوے گا۔اور جواب کے بھی رہ جائیں ان کو پھر نوٹ کرو۔

اور تیسری مرتبہ اپنے دوستوں کو بھی شامل کرو اور پھر چوتھی مرتبہ غیروں کے سامنے سناؤ۔اس مرتبہ انشاء اللہ سب مشکلات حل ہو جائیں گی۔مشکل مقامات کے حل کے واسطے دعا سے کام لو''۔

(حیات نور مرتبہ عبدالقادر صاحب (سابق سوداگر مل) صفحہ ۲۵۱۔۲۵۲)

اداریہ

گر یہ ملے تو جانوں کہ سب کچھ ملا مجھے

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنے حالیہ کامیاب دورہ مغربی افریقہ میں ارض بلال کے خوش قسمت احمدیوں کو نصیحت فرمائی کہ یہ ان کی خوش قسمتی ہے کہ کروڑوں لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ نے انہیں آنحضرت ﷺ کی پیش خبریوں کو سمجھ کر ان پیشگوئیوں کے مصداق امام مہدی علیہ السلام کو شناخت کرنے اور اس پر ایمان لانے کی توفیق عطا فرمائی جو یقیناً ان کی طبعی سعادت و شرافت اور معاملہ فہمی کا ثبوت ہے۔ جبکہ لاکھوں مسلمان اس انتظار و خواہش میں ہی اس دنیا سے گزر گئے کہ وہ امام مہدی علیہ السلام کی زیارت و شناخت کر سکیں اور لاکھوں افراد امام مہدی کی شناخت سے محروم رہ جانے کی وجہ سے حق و صداقت پر ایمان لانے کی بجائے تمسخر و استہزاء کی اندھی وادیوں میں جا گرے۔

اسی طرح حضور انور ایدہ اللہ نے انہیں یہ یاددہانی بھی کروائی کہ حق و صداقت کو جاننے اور ماننے یا اس عظیم انعام سے حصہ پانے کا یہ لازمی تقاضہ ہے کہ ہر احمدی میں ایک تبدیلی نظر آئے۔ ہر احمدی نیکی تقویٰ، خدا ترسی اور راستبازی کی وجہ سے اپنے اعمال و کردار میں عام لوگوں سے مختلف نظر آئے۔ اسے دیکھنے والے، اس سے ملنے والے اس سے معاملہ کرنے والے یہ محسوس کریں کہ ہم کسی عام آدمی سے معاملہ نہیں کر رہے بلکہ یہ تو کسی اور دنیا کا انسان ہے یہ تو کوئی اللہ والا انسان ہے جس کا دن خوف خدا سے بسر ہوتا ہے، جس کی راتیں تقویٰ سے گزرتی ہیں۔ جس کے تمام اعضاء و جوارح بلکہ حواس پر بھی خدا تعالیٰ کے منشاء و مشیت کی مہر ہوتی ہے اور وہ وہی کچھ دیکھتا ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ دیکھے اور وہ وہی کچھ سنتا ہے جو اللہ تعالیٰ اسے سنانا چاہتا ہے۔ غرضیکہ اس کا وجود خدا نما وجود بن جاتا ہے اور وہ عملی تفسیر بن جاتا ہے ﴿قُلْ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ﴾۔ یعنی کہہ دو کہ میری نمازیں، میری عبادتیں، میری زندگی اور میری موت سب کچھ محض اللہ تعالیٰ کی خاطر ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی یہ نہایت قیمتی، مفید اور مؤثر نصیحت صرف خوش قسمت افریقن احمدیوں سے ہی تعلق نہیں رکھتی بلکہ اس کا تعلق ہر احمدی سے ہے وہ دنیا کے کسی بھی علاقہ سے تعلق رکھتا ہو وہ کسی بھی نسل سے تعلق رکھتا ہو وہ کیسے بھی حالات میں سے گزر رہا ہو اس کی پہلی ترجیح لازماً یہی ہونی چاہیے کہ وہ احمدیت کے نور سے، احمدیت کی برکت سے، احمدیت کے انعام سے احمدیت کی صداقت سے پورا پورا فائدہ اٹھائے۔ اس نصیحت پر عمل کرنے کی توفیق پانے والا ایک پرکشش کردار کا مالک ہونے کی وجہ سے ایسا داعی الی اللہ بن جائے گا جس کی دعوت و تبلیغ از خود لوگوں کو صداقت و حسن کردار کی طرف مائل کرے گی۔ اسے اپنی بات منوانے اور سمجھانے کے لئے کسی بحث و گفتگو کی کم ہی ضرورت پیش آئے گی۔ کیونکہ اس کا مثالی کردار اسلام کی سچائی پر، احمدیت کی حقانیت پر قرآن مجید کی برتری پر۔ آنحضرت ﷺ کی عظمت پر منہ بولتا نشان اور ثبوت ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کے قیام کی غرض بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”اس جماعت کو تیار کرنے سے غرض یہی ہے کہ زبان، کان، آنکھ اور ہر ایک عضو میں تقویٰ سرایت کر جاوے۔ تقویٰ کا نور اس کے اندر اور باہر ہو۔ اخلاق حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہو۔ اور بیجا غصہ اور غضب وغیرہ بالکل نہ ہو۔ میں نے دیکھا ہے کہ جماعت کے اکثر لوگوں میں غصہ کا نقص اب تک موجود ہے۔ تھوڑی تھوڑی سی بات پر کینہ اور بُغض پیدا ہو جاتا ہے اور آپس میں لڑ جھگڑ پڑتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا جماعت میں سے کچھ حصہ نہیں ہوتا۔ اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس میں کیا دقّت پیش آتی ہے کہ اگر کوئی گالی دے تو دوسرا چُپ کر رہے اور اس کا جواب نہ دے۔ **ہر ایک جماعت کی اصلاح اوّل اخلاق سے شروع ہوا کرتی ہے۔ چاہئے کہ ابتداء میں صبر سے تربیت میں ترقی کرے اور سب سے عمدہ ترکیب یہ ہے کہ اگر کوئی بدگوئی کرے تو اس کے لئے درد دِل سے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کر دیوے اور دل میں کینہ کو ہرگز نہ بڑھاوے۔** جیسے دنیا کے قانون ہیں ویسے خدا کا بھی قانون ہے جب دنیا اپنے قانون کو نہیں چھوڑتی تو اللہ تعالیٰ اپنے قانون کو کیسے چھوڑے۔ پس جب تک تبدیلی نہ ہوگی تب تک تمہاری قدر اس کے نزدیک کچھ نہیں۔ خدا تعالیٰ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ حلم اور صبر اور عفو جو کہ عمدہ صفات ہیں ان کی جگہ درندگی ہو۔ اگر تم اِن صفات حسنہ میں ترقی کرو گے تو بہت جلد خدا تک پہنچ جاؤ گے“۔

دل جو ہو خالی گداز عشق سے وہ دل ہے کیا
دل وہ ہے جس کو نہیں بے دلبر یکتا قرار
فقر کی منزل کا ہے اوّل قدم نفی وجود
پس کرو اس نفس کو زیر و زبر از بہر یار

(عبدالباسط شاہد)

❁❁❁……………❁❁❁

آؤ لوگو حضرت مسرور کی باتیں کریں

آؤ لوگو حضرت مسرور کی باتیں کریں
جو ہمیں بخشا گیا اس نور کی باتیں کریں
وہ خلیفہ پانچواں برحق مسیح پاک کا
ہاں مداوا وہ ہمارے دیدۂ نمناک کا
جس کی باتوں میں نظر آتا ہے نور ِزندگی
جس کے خطبے سب کو دیتے ہیں سرور زندگی
جس کی شخصیت میں ہے مشہود طاہؔر کی جھلک
رحمت ِباری کا سایہ جس پہ رکھتا ہے فلک
جوکہ ہے تصویر پیارے ناصؔرو محمودؔ کی
جس کے دل میں ہے محبت حضرتِ مسجود کی
جس کے چہرہ سے عیاں سرخی حیا کے نور کی
جس کے دل سے غیر کی ہیبت خدا نے دُور کی
جس کو مولا نے کہا بے شک مَیں تیرے ساتھ ہوں
مَیں ہی تیری صبح ہوں اور مَیں ہی تیری رات ہوں
شاہزادہ جس کے دل میں بے کسوں کا درد ہے
ہے دعا منصوؔر کی جو بس یہی وہ مرد ہے
وہ امیرالمومنیں ہے اُس کے بن جائیں غلام
اُس کی باتیں زندگی کا سب کو دیتی ہیں پیام
اُس حسیں کی آج دنیا میں نہیں کوئی نظیر
خوش خصال و خوش طبیعت مومنوں کا وہ امیر
اُس کے پاؤں کی زمیں سُرمہ ہے آنکھوں کا مری
نور سے جس کی فنا ہوتی ہے ہر اک تیرگی
شمسؔ بے مایہ ہے آقا ایک دیوانہ ترا
تجھ پہ قرباں میری جاں دل بھی مرا تجھ پر فدا

(ڈاکٹر محمد جلال شمسؔ۔ جرمنی)

ایک روایت

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں:

”محترم بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی نے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک پرانے اور مخلص صحابی ہیں اور حضور کے ہاتھ پر ہندو سے مسلمان ہوئے تھے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے آخری سفر میں لاہور تشریف لے گئے اور اس وقت آپ کو بڑی کثرت کے ساتھ قرب وفات کے الہامات ہو رہے تھے تو ان دنوں مَیں نے دیکھا کہ آپ کے چہرہ پر ایک خاص قسم کی ربودگی اور نورانی کیفیت طاری رہتی تھی۔ ان ایام میں حضور ہر روز شام کے وقت ایک قسم کی بند گاڑی میں جو فٹن کہلاتی تھی ہوا خوری کے لئے باہر تشریف لے جایا کرتے اور حضور کے حرم اور بعض بچے بھی ساتھ ہوتے تھے۔ جس دن صبح کے وقت حضور نے فوت ہونا تھا اس سے پہلی شام کو جب حضور فٹن میں بیٹھ کر سیر کے لئے تشریف لے جانے لگے تو بھائی صاحب روایت کرتے ہیں کہ اس وقت حضور نے مجھے خصوصیت کے ساتھ فرمایا:

”میاں عبدالرحمٰن! اس گاڑی والے سے کہہ دیں اور اچھی طرح سمجھا دیں کہ اس وقت ہمارے پاس صرف ایک روپیہ ہے۔ وہ ہمیں صرف اتنی دور تک لے جائے کہ ہم اسی روپیہ کے اندر گھر واپس پہنچ جائیں“۔

(روایات بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی)

❁❁❁ ❁❁❁

جماعتی تربیت اور اس کے اصول

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب (ایم اے) رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قرآن مجید کے مطالعہ سے پتہ لگتا ہے کہ اسلام کا حقیقی کام دو اصولی شاخوں میں منقسم ہے۔ ایک تبلیغ کی شاخ ہے یعنی منکروں تک حق وصداقت کا پیغام پہنچا کر انہیں مومنوں کی جماعت میں شامل کرنا۔ اور دوسرے تربیت کی شاخ ہے یعنی جو لوگ مومنوں کی جماعت میں شامل ہوں ان کو اخلاص اور عمل صالح کے اعلیٰ مقام پر قائم کرنا۔ اور قائم رکھتے چلے جانا۔ اسی کی طرف یہ قرآنی آیت اشارہ کرتی ہے کہ ﴿وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ یعنی اے مسلمانو! تم میں ہمیشہ ایک ایسی جماعت موجود رہنی چاہئے جو منکروں کی تبلیغ اور مومنوں کی تعلیم و تربیت کے کام میں مصروف رہے اور ایسی جماعت ہی کامیاب و بامراد ہوا کرتی ہے۔

تربیت کی اہمیت

گو اسلام کی یہ دونوں شاخیں اپنی اپنی جگہ نہایت اہم اور ضروری ہیں جن کی طرف توجہ نہ دینے سے اسلام کا سارا نظام ہی درہم برہم ہو جاتا ہے کیونکہ یہ دو شاخیں گویا اسلام کی کمیت اور کیفیت کی علم بردار ہیں۔ یعنی تبلیغ کا تعلق اسلام کی کمیت سے ہے کیونکہ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے اور تربیت کا تعلق اسلام کی کیفیت سے ہے جس کے ذریعہ مسلمانوں کو اسلام کی حقیقت پر قائم کیا جاتا ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو بعض لحاظ سے تربیت کی شاخ تبلیغ کی شاخ سے بھی زیادہ اہم ہے کیونکہ جہاں تبلیغ کا تعلق گویا صرف اسلام کے ظاہر یعنی جسم کے ساتھ ہے وہاں تربیت کا تعلق اسلام کی حقیقت یعنی روح کے ساتھ ہے اور جسم اور روح میں جو فرق ہے وہ ظاہر ہے اگر ہم ساری دنیا کو بھی مسلمان بنالیں لیکن یہ لوگ صرف نام کے مسلمان ہوں اور اسلام کے احکام پر ان کا عمل نہ ہو۔ اور ان کا کردار بدستور غیر اسلامی رہے تو ہمیں ایسے اسلام سے کیا فائدہ ہے؟ بلکہ حق یہ ہے کہ ایسا اسلام خود اس قسم کے نام نہاد مسلمانوں کو بھی کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا بلکہ ان کے خلاف حجت ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر مسلمان ہوں تو تعداد میں تھوڑے مگر ہوں وہ پکے اور سچے مسلمان اور ایمان اور اعمال کے لحاظ سے ترازو میں پورے اُترتے ہوں تو تعداد کی کمی کے باوجود وہ دین و دنیا میں ایک بھاری طاقت ہوں گے جن کے سر پر خدا کا سایہ ہوگا اور دنیا اُن کی ارفع روحانی قوت اور ان کے بلند اخلاق اور ان کے اتحاد اور ان کے جذبہ قربانی سے لرزاں رہے گی۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق قرآن مجید فرماتا ہے کہ ﴿كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ یعنی کتنی ہی چھوٹی جماعتیں ہیں جو اپنے ایمان اور اخلاق کی برتری کی بنا پر خدا کے حکم سے بڑی بڑی جماعتوں پر غالب آجاتی ہیں۔

پس اس لحاظ سے دیکھا جائے تو تربیت کا پہلو تبلیغ سے بھی زیادہ اہم اور زیادہ ضروری ہے اور ہماری جماعت فرض ہے کہ تربیت کے کام کی طرف پوری توجہ دے کر اپنی کمیت کے ساتھ ساتھ کیفیت کے پہلو کو بھی ترقی دیتے چلے جائیں تا ایسا نہ ہو کہ جسم کی ظاہری فربہی روح پر غالب آکر اسے کمزور کردے۔ اسی خطرہ کی طرف یہ حکیمانہ قرآنی آیت اشارہ کرتی ہے کہ { اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۔ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۔ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَ اسْتَغْفِرْهُ ۔ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۔} یعنی اے رسول تمہاری تعداد کی ترقی اپنے ساتھ بعض خطرات بھی رکھتی ہے۔ کیونکہ تعداد کی ترقی کے زمانہ میں تربیت کے پہلو کے کمزور ہو جانے کا اندیشہ ہوا کرتا ہے۔ پس جب تم دیکھو کہ لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے لگے ہیں تو ہوشیار ہو جاؤ اور ایسے اوقات میں مسلمانوں کو خاص طور پر تسبیح اور استغفار اور اعمالِ صالحہ کی تلقین کرو تا اس کثرت کے زمانہ میں بھی جو غفلت کا زمانہ بن جایا کرتا ہے۔ خدا کی رحمت اُن پر سایہ فگن رہے۔

اولاد کی تربیت کے بنیادی اصول

تربیت کے پہلو کی اہمیت بتانے کے بعد میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اصولی لحاظ سے تربیت کا کام دو میدانوں میں منقسم ہے۔ اول نئی نسل یعنی اولاد کی تربیت کا میدان اور دوم بڑی عمر کے لوگوں کی تربیت کا میدان۔ ظاہر ہے کہ ہر قوم اور ہر جماعت میں انہی دو قسم کے لوگ شامل ہوا کرتے ہیں۔ بعض لوگ وہ ہوتے ہیں جو پیدائشی مومن کہلاتے ہیں اور مومنوں کے گھر میں پیدا ہو کر نسلی طور پر ایمان کا ورثہ پاتے ہیں۔ اور بعض لوگ وہ ہوتے ہیں جو تبلیغ و تلقین کے ذریعہ ایمان حاصل کر کے مومن بنتے ہیں۔ ان دونوں قسم کے لوگوں کی تربیت کے متعلق اسلام نہایت درجہ حکیمانہ اصول بیان فرماتا ہے اور ناممکن ہے کہ کوئی شخص یا کوئی جماعت ان اصولوں پر عمل پیرا ہو کر ان کی برکات سے محروم رہے۔

نیک ماں
نیک اولاد پیدا کرنے کا
بہترین ذریعہ ہے

اولاد کی نیک تربیت کے متعلق اسلام سب سے اول نمبر پر یہ ہدایت فرماتا ہے کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ ہمیشہ نیک بیویوں کے ساتھ شادی کیا کریں تا اُن کے نیک اثر کے ماتحت اولاد بھی نیک ہو۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں:۔

تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاکَ۔

”یعنی بیوی کا انتخاب چار باتوں کی وجہ سے کیا جاتا ہے بعض لوگ مال و دولت کی وجہ سے بیوی کا انتخاب کرتے ہیں۔ بعض حسب و نسب پر اپنے انتخاب کی بنیاد رکھتے ہیں۔ بعض عورت کے حسن و جمال کو دیکھتے ہیں۔ اور بعض دین اور اخلاق کے پہلو کو مقدم کرتے ہیں۔ مگر اے اسلام کے فرزند جس نے اپنی قسمت میرے ساتھ وابستہ کی ہے تو ہمیشہ اخلاق اور دین کے پہلو کو مقدم کیا کر ورنہ تیرے ہاتھ ہمیشہ خاک آلود رہیں گے“۔

اولاد کی تربیت کے متعلق اسلام کی یہ ہدایت جسے گویا اس معاملہ میں ہدایت نمبر 1 کہنا چاہئے سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہے ماں کا جو اثر اولاد کی تربیت کے معاملہ میں ہوتا ہے اس کا اندازہ کرنا ممکن نہیں۔ حق یہ ہے کہ نیک اولاد پیدا کرنے کے لئے نیک ماں سے بڑھ کر آج تک زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے کوئی مشین ایجاد نہیں ہوئی اور جیسا کہ اس حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے ماں کا اثر اولاد کی پیدائش سے بھی پہلے شروع ہو جاتا ہے اور اسلام کا کمال یہ ہے کہ اس نے جڑھ پر ہاتھ رکھ کر اولاد کی تربیت کا انتظام اُس وقت سے شروع کیا ہے جب کہ ابھی تک اولاد کا وجود تک نہیں ہوتا۔ اور حکم دیا ہے کہ اگر نیک اولاد حاصل کرنا چاہتے ہو تو اولاد کے پیدا ہونے سے بھی پہلے اولاد پیدا کرنے والی ماں کا فکر کرو اور بیوی کا انتخاب کرتے ہوئے ایسی عورت کے ساتھ رشتہ جوڑو جو دیندار اور با اخلاق ہو ورنہ تمہارے ہاتھ ہمیشہ خاک آلود رہیں گے۔ اس ارشاد میں یہ لطیف اشارہ ہے کہ قطع نظر اس کے کہ جس طرح اچھی زمین اور اچھے کھیت کا اثر طبعی رنگ میں فصل پر پڑتا ہے اسی طرح اچھی ماں کا نسلی اثر اولاد کے اخلاق و عادات پر بھی طبعی رنگ میں پڑتا ہے۔ نیک مائیں اولاد پیدا ہونے کے بعد ان کی عملی تربیت میں بھی بہت بھاری اثر رکھتی ہیں۔ بے شک اولاد کی تربیت میں باپ کا بھی کافی دخل ہوتا ہے مگر اس دخل کو اُس عظیم الشان اثر سے کوئی نسبت نہیں جو ماں کو حاصل ہے بچہ بچپن میں ماں کی چھاتیوں سے دودھ پیتا اس کی گود میں پرورش پاتا، دن رات اس کے پاس گزارتا، اپنی ہر بات اس سے کہتا، اپنی ہر ضرورت اس سے بیان کرتا، ہر امر میں اس کا مشورہ ڈھونڈتا، اس کی محبت کی باتوں کو سنتا، اس کی ڈانٹ ڈپٹ پر بھی اسی سے چمٹتا، اس کے ہر عمل کو دیکھتا اور اُس کے ہر قول پر کان دھرتا ہے۔ الغرض اس کے وجود کا ایک حصہ بن جاتا ہے اس چوبیس گھنٹے کے گہرے جوڑ کے مقابل پر باپ کا گاہے گاہے کا واسطہ جو وہ بھی اکثر خشک رنگ کا ہوتا ہے گویا کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اولاد کے لئے ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ اگر ماں نیک ہو تو اس کی دن رات کی صحبت اولاد کو سیدھا جنت میں پہنچا دیتی ہے اور پھر ماں کی خدمت کر کے بھی اولاد اپنے واسطے بہشت کا رستہ کھول لیتی ہے۔

خاکسار راقم الحروف نے ہزاروں گھروں کو دیکھا اور تجسس کی نظر سے اُن کے حالات کا مطالعہ کیا ہے۔ مگر میں اس کے سوا کسی نتیجہ پر نہیں پہنچا کہ اگر گھر کی ملکہ اور بچوں کی ماں نیک ہو اور تربیت کا تھوڑا بہت بھی مادہ رکھتی ہو تو علیٰ قدر مراتب ایسی ماں کے اسی فی صدی بچے نیک نکلتے ہیں۔ سوائے اس کے کہ وہ بڑے ہو کر باہر کی بدصحبت سے خراب ہو جائیں۔ لیکن عام حالات میں باپ کی تربیت کو یہ درجہ حاصل نہیں۔ والشاذ کالمعدوم اور یہی وہ قدرت کا اٹل قانون ہے جس کی طرف ہمارے آقا (فداہ نفسی) نے عَلَيْکَ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاکَ کے الفاظ فرما کر توجہ دلائی ہے۔ پس تربیتِ اولاد کا پہلا گر یہ ہے کہ لوگ حسن و جمال اور حسب و نسب اور مال و دولت جیسی فانی چیزوں کے پیچھے بھاگنے کی بجائے بیویوں کے انتخاب میں دینداری اور اخلاق کے پہلو کو مقدم کریں۔ بے شک اگر کسی شخص کو بیوی کی دینداری کے ساتھ ساتھ یہ زائد نعمتیں بھی میسر آجائیں تو یہ گویا سونے پر سہاگہ ہے۔ مگر اصل چیز جس پر اچھی اولاد کا دارومدار ہے بیوی کی دینداری اور اس کے اخلاقِ حسنہ ہی ہیں۔ اور پھر اس میں بھی کیا شبہ ہے کہ قطع نظر اولاد کے سوال کے نیک بیوی خاوند کے لئے بھی قلبی راحت و سکون اور خانگی جنت کا رستہ کھولتی ہے۔ کاش ہمارے دوست اس حقیقت کو سمجھیں!! کاش وہ سمجھیں!!!

خلوت کے وقت کی دعا

نیک اولاد پیدا کرنے کا دوسرا گر جس کی اسلام تعلیم دیتا ہے یہ ہے کہ نہ صرف خاوند اور بیوی اپنے عام خیالات کو پاکیزہ رکھیں بلکہ اپنے مخصوص تعلق کے وقت میں یہ دعا کیا کریں کہ:۔

اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَارَزَقْتَنَا ۔ ”یعنی اے ہمارے خدا جس کے ہاتھ میں تمام قدر خیر و شر کی کنجی ہے تو نہ صرف ہمیں شیطانی خیالات اور شیطانی اعمال سے بچا بلکہ جو اولاد تو ہمیں عطا فرمائے اسے بھی شیطانی اثرات سے محفوظ رکھ“۔

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ جو میاں بیوی اپنے خلوت کے اوقات میں پاک نیت کے ساتھ یہ دعا مانگیں گے اور انہیں اس خلوت کے نتیجہ میں کوئی اولاد حاصل ہوگی تو اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو مسِ شیطان سے بچائے گا۔ سوائے اس کے کہ کوئی بچہ کسی خارجی اثر کے ماتحت خود شیطان کا چیلہ بن جائے۔ ظاہر ہے کہ میاں بیوی کی خلوت کا وقت جنسی شہوات کے غیر معمولی زور کا وقت ہوتا ہے۔ لہٰذا اس میں کیا شبہ ہے کہ جو مرد و عورت ایسے وقت میں بھی خدائے قدوس کو یاد کرتے ہیں اور اس کی جناب سے طہارت اور پاکیزگی کے طالب ہوتے ہیں اُن کی اولاد لازماً اُن کی اس غیر معمولی نیکی اور اس دردمندانہ دعا سے حصہ پاتی ہے۔ پس اپنی اولاد کو نیک دیکھنے والوں کے لئے یہ دعا بھی ایک لطیف اور آسان ذریعہ ہے جو ہمارے آقا نے بیان فرمایا ہے اور یہ محض ایک خوش عقیدگی کا دعویٰ نہیں ہے بلکہ دنیا کا ایک نفسیاتی تجربہ اس بات پر شاہد ہے کہ مرد و عورت کے خلوت کے وقت کے جذبات سے اولاد ضرور متاثر ہوتی ہے۔ مگر بہت کم ہیں جو ان پر حکمت ہدایتوں سے فائدہ اُٹھاتے ہیں!

بچہ کے کان میں اذان کہنا

یہاں تک تو میں نے صرف وہ ہدایتیں بیان کی ہیں جو اسلام نے تربیت اولاد کے متعلق اولاد کی پیدائش سے پہلے زمانہ کے بارے میں جاری فرمائی ہیں۔ اس کے بعد اسلام اس درسِ حکمت کو لیتا ہے جو اولاد کی پیدائش کے بعد والے زمانہ کے لئے مقرر ہے۔ اس تعلق میں آنحضرت ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جب کسی کے گھر میں کوئی بچہ پیدا ہو (خواہ وہ لڑکی ہو یا لڑکا ہو) تو اس کے جسم کی صفائی کے بعد اس کے کانوں میں اسلامی اذان کے الفاظ دہرانے چاہئیں۔ یعنی بچے کے کان کے ساتھ منہ لگا کر یہ الفاظ کہنے چاہئیں کہ:۔

اَللّٰہُ اَکْبَر، اَللّٰہُ اَکْبَر (چار دفعہ) اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ (دو دفعہ) اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ (دو دفعہ) حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ (دو دفعہ) حَیَّ عَلَی الْفَلَاح (دو دفعہ) پھر اَللّٰہُ اَکْبَر (دو دفعہ) پھر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ (ایک دفعہ)۔

یہ وہ مبارک اور جامع الفاظ ہیں جن میں اسلام کی تعلیم کا گویا ایک مکمل خلاصہ آجاتا ہے۔ اور ولادت کے معاً بعد بچوں کے کان سے منہ لگا کر ان الفاظ کو تکرار کے ساتھ دہرانے میں یہ اشارہ کرنا مقصود ہے کہ یہ نہ سمجھو کہ بچوں کو صرف ایک دفعہ نصیحت کرنا ہی کافی ہے بلکہ اُن کے دلوں میں اسلام کی تعلیم کا پختہ نقش پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ نیک نصیحتوں کو بار بار دہرایا جائے اور پاک خیالات کو ان کے دل و دماغ کے سامنے کثرت اور تکرار کے ساتھ لایا جائے۔ اور پھر اس زرین ہدایت میں یہ لطیف اشارہ بھی ہے کہ بچے کے پیدا ہوتے ہی اس کی تربیت شروع ہو جانی چاہئے اور یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ بچہ تو ابھی چھوٹا ہے جب بڑا ہوگا تو اُسے سمجھا لیں گے بلکہ ضروری ہے کہ اس کی پیدائش کے ساتھ ہی اس کی تربیت کا کام شروع کر دیا جائے کیونکہ گو وہ بظاہر نہیں سمجھتا اور شروع میں اس کے کان اور اس کی آنکھیں بھی اچھی طرح کام نہیں کرتیں مگر حقیقتاً وہ پیدا ہوتے ہی ماحول کا اثر قبول کرنا شروع کر دیتا ہے۔ یہ ایک باریک نفسیاتی نکتہ ہے جسے گو عوام الناس نہ سمجھیں مگر علم النفس کے ماہر اسے خوب سمجھتے اور اس کی حقیقت کو پہچانتے ہیں۔

اسی طرح دائیں کان میں اذان دینے کے بعد بائیں کان میں اقامت کے الفاظ دہرانے کا حکم ہے جس میں یہ اشارہ ہے کہ بچہ کی ولادت کے ساتھ ہی اذان کی قولی تعلیم کے علاوہ بالقوہ طور پر بچے کی عملی تعلیم کا زمانہ بھی شروع ہو جاتا ہے۔ اسی لئے اس کے کان میں قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ (یعنی اب تمہارے عبد بننے کا وقت شروع ہو رہا ہے) کے الفاظ ڈال کر اسے آنے والی عملی زندگی کے لئے تیار کیا جاتا ہے اور یہ دونوں نہایت درجہ لطیف اشارات ہیں جو بچہ اور اس کے والدین ہر دو کے لئے ایک مبارک درسِ حکمت کا کام دیتے ہیں۔

نیم شعوری زمانہ کی پہلی ہدایت۔ نماز

بچہ جب نیم شعوری زمانہ کو پہنچتا ہے تو اس وقت سے اس کی معین اور براہِ راست تربیت کا زمانہ شروع ہو جاتا ہے اور اسلام نے اس زمانہ کے لئے سب سے مقدم نماز کی ہدایت کو رکھا ہے۔ جو بندہ اور خدا کے درمیان ذاتی تعلق اور ذاتی رابطہ پیدا کرنے کی بنیادی کڑی ہے۔ اور جس کے بغیر کوئی شخص سچا مسلمان کہلانے کا حق نہیں رکھتا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ:۔

مُرُوْ ااَوْلَادَکُمْ بِالصَّلٰوۃِ وَھُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِیْنَ وَاضْرِبُوْ ھُمْ عَلَیْھَا وَھُمْ اَبْنَاءُ عَشْرُ سِنِیْن۔

”یعنی جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز کی تلقین کرو اور جب بچہ دس سال کا ہو جائے اور نماز میں سستی کرے تو اُسے مناسب سرزنش کرو“

یہ گویا نیم شعوری زمانہ کا درسِ اولین ہوتا ہے اور حق یہ ہے کہ اس سے بڑھ کر دیندار خاندانوں کے بچوں کی دینی تربیت کے لئے کوئی اور ہدایت ممکن نہیں۔ دین دو حصوں میں منقسم ہوتا ہے۔ ایک حصہ حقوق اللہ سے تعلق رکھتا ہے اور دوسرا حصہ حقوق العباد سے تعلق رکھتا ہے۔ نماز کا تعلق حقوق اللہ کے ساتھ ہے۔ قرآنی تعلیم کے مطابق نماز ساری اسلامی عبادتوں میں گل سرسبد کا حکم رکھتی ہے اور شروع زندگی میں ہی بچہ کو نماز کی تلقین کرنے میں یہ بتانا مقصود ہے کہ اب تم عملی زندگی میں قدم رکھ کر ذاتی تعلقات اور ذاتی روابط پیدا کرنے والے ہو۔ دنیا میں تمہاری دوستیاں بھی قائم ہوں گی اور تمہاری رشتہ داریاں بھی ہوں گی۔ اس وقت تم صرف بیٹے یا بھتیجے ہو اور کل کو باپ اور چچا بھی بنو گے پھر کسی کے ساتھ تمہارا استاد اور شاگرد کا تعلق قائم ہوگا۔ اور کسی سے لین دین کا واسطہ پڑے گا۔ کوئی تمہارا افسر بنے گا اور کسی کے تم افسر ہو گے۔ وغیرہ وغیرہ۔ مگر یاد رکھو کہ ان سب باتوں سے مقدم رشتہ خدا کا رشتہ ہے جو تمہارا خالق و مالک اور حافظ و رازق ہے۔ پس ابھی سے اس کے ساتھ محبت اور عبودیت کا رشتہ جوڑو کہ یہ رشتہ سارے رشتوں سے زیادہ کام آنے والا اور انسان کے لئے دین و دنیا میں مضبوط ترین سہارا ہے۔ میں کامل یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جو بچہ بچپن میں ہی نماز کا عادی ہو کر خدا کے ساتھ ذاتی رشتہ جوڑ لے وہ خدا کے فضل سے کبھی ضائع نہیں کیا جا سکتا۔ بشرطیکہ اس کی نماز ریا یا نفاق یا محض رسمی عادت کا نتیجہ نہ ہو۔ بلکہ اخلاص اور محبت اور دلی وابستگی پر مبنی ہو۔ کاش! احمدی والدین اس نکتہ کو سمجھ کر اپنی اولاد کو بچپن میں ہی خدا کے دامن کے ساتھ وابستہ کر دیں۔ کیونکہ یہ تعویذ وہ ہے جو نہ صرف دنیا میں بلکہ آخرت کی ابدی زندگی میں بھی ان کا بہترین سہارا ہے۔

لڑکیوں کے متعلق آنحضرت ﷺ کا مخصوص ارشاد

بچپن کی تربیت میں آنحضرت ﷺ نے لڑکیوں کے متعلق خاص طور پر تاکید فرمائی ہے۔ کہ والدین کو ان کی تعلیم و تربیت کا زیادہ خیال رکھنا چاہئے۔ چنانچہ آپؐ فرماتے ہیں:۔

مَنْ کَانَتْ لَہٗ اُنْثٰی فَلَمْ یَئِدْ ھا وَلَمْ یُھِنْھَا وَلَمْ یُؤْثِرْ وَلَدَہ عَلَیْھَا اَدْخَلَہُ اللّٰہُ الْجَنَّۃَ

”یعنی جس شخص کو اللہ تعالیٰ کوئی لڑکی عطا کرے اور وہ اس کی تربیت کی طرف سے غافل ہو کر اُسے عملاً زندہ درگور نہ کر دے اور اس کے ساتھ اکرام و احترام سے پیش آئے اور اپنی نرینہ اولاد کو اس پر ترجیح نہ دے تو ایسے شخص کو خدا تعالیٰ اس کے اس نیک عمل کی وجہ سے جنت میں داخل کر لے گا“۔

رسول پاک سرور کائنات کا یہ ارشادِ گرامی اسی گہرے فلسفہ پر مبنی ہے جس کے ماتحت آپؐ نے مسلمان مردوں کو بیوی کے انتخاب کے معاملہ میں عَلَیْکَ بِذَاتِ الدِّیْن کی ہدایت فرمائی ہے اور اس میں غرض یہ ہے کہ جب والدین اپنی لڑکیوں کی اچھی تربیت کریں گے۔ اور ان کے قول و عمل کو نیکی کے رستہ پر ڈال دیں گے۔ اور ان کے دلوں میں عزت نفس پیدا کریں گے تو چونکہ انہوں نے بڑے ہو کر قوم کی مائیں بننا ہے۔ اس لئے یہ لڑکیاں اپنے وقت پر لازماً نیک اولاد پیدا کرنے کی موجب ہو جائیں گی اور اس طرح ہر لڑکی کے پیچھے ایک پاک نسل کا سلسلہ قائم ہو جانے کے نتیجہ میں مسلمانوں کا ہر قدم ترقی کی طرف اٹھتا چلا جائے گا۔ اب دیکھو کہ آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد اپنی ظاہری صورت میں کتنا سادہ ہے مگر اپنے اثرات اور نتائج کے لحاظ سے گویا قوموں کی کایا پلٹ دینے والا ہے!!

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ وَبَارِکْ وَ سَلِّمْ

اہل خانہ کی مجموعی تربیت کے متعلق اصولی ہدایت

ایک خاص ہدایت جو اسلام مسلمان مردوں کو اُن کے اہل خانہ کی مجموعی تربیت کے متعلق دیتا ہے یہ ہے کہ اس نے اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ کے اصول کے مطابق مسلمان مردوں کو اس بات کا ذمہ دار قرار دیا ہے کہ وہ اپنے اہل و عیال کے اخلاق و عادات کی نگرانی رکھیں اور اُن کی اچھی تربیت کا انتظام کریں اور اُنہیں ایسی باتوں سے بچائیں جو اُن کے دین اور اخلاق کو تباہ کرنے والی ہوں چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے:۔

﴿یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا﴾۔

”یعنی اے مومنو! تمہارا فرض ہے کہ نہ صرف خود نیک بنو بلکہ اپنے اہل و عیال کو بھی بے دینی اور بداخلاقی کی آگ سے بچاؤ“۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمان مردوں کا یہ فرض قرار دیا ہے کہ وہ چوکس ہو کر رہیں اور نہ صرف خود نیکی اختیار کریں بلکہ اپنی بیویوں اور اپنی لڑکیوں اور لڑکوں اور گھر میں رہنے والے دوسرے عزیزوں کی بھی نگرانی رکھیں اور دینی اور اخلاقی امور میں ان کی اچھی تربیت کا انتظام کر کے انہیں دوزخ کی آگ سے بچائیں بلکہ ”اہل“ کے لفظ میں گھر کے نوکر بھی شامل ہیں۔ اور مسلمانوں کا فرض مقرر کیا گیا ہے کہ وہ اپنے نوکروں کے اخلاق و عادات کی بھی نگرانی رکھیں۔ نہ صرف اس لئے کہ ان کے نوکر بھی خدا کے بندے ہیں بلکہ اس لئے بھی کہ دن رات کے اختلاط کی وجہ سے نوکروں کے اخلاق و عادات کا گھر کے بچوں وغیرہ پر بھی کافی اثر پڑتا ہے۔ اس طرح یہ لطیف آیت ایک بڑے وسیع مفہوم کی حامل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مومنوں کو ان کی بیویوں اور ان کی اولاد اور ان کے ساتھ رہنے والے عزیزوں اور گھر کے نوکروں وغیرہ سب کے متعلق نگران اور ذمہ دار قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ ذمہ داری تین طرح ادا ہو سکتی ہے۔ اول بیوی بچوں اور عزیزوں اور نوکروں کی دینی اور اخلاقی نگرانی کرنے سے۔ دوم انہیں ہمیشہ نیک نصیحت کرتے رہنے سے۔ اور سوم انہیں بدصحبت سے بچانے سے اور کیا ہی خوش قسمت ہے وہ انسان جو ان تین ذرائع کو استعمال کر کے اپنے اہل و عیال کو دوزخ کی آگ سے محفوظ کر لے۔ اور کیا ہی بدقسمت ہے وہ شخص جسے خدا بیوی اور اولاد اور عزیز و اقارب کی نعمت سے نوازے اور اُسے اپنے اہل و عیال کی خدمت کے لئے نوکر رکھنے کی بھی توفیق دے اور پھر وہ انہیں نیک تربیت کے ذریعہ اس رستہ پر نہ ڈال سکے جو ان نعمتوں کے دینے والے خدا کی رضا کا رستہ ہے۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

KENWRIGHT & LYNCH SOLICITORS
& COMMISSIONERS FOR OATHS

Our legal advice includes:

Immigration, Asylum , Nationality ,Work Permits, Business Visas, ECO matters & Appeals, Conveyancing, Landlord & Tenants, Family & Ancillary matters, Employment .

Contact:

Muzaffar Mansoor, Solicitor & Expert Witness Asylum Cases
Robyn Lynch, Martin Chambers Solicitors.
2 Mitcham Road Tooting Broadway London SW17 0TF
Tel: 020 8767 1211 Fax: 020 8672 0486.
Freephone: 0800 716929
Email: Kenwrightlynch@legaleys.fsnet.co.uk
LEGAL AID FRANCHISE

خطبہ جمعہ

خدائی وعدہ میں اور میرا رسول غالب آئیں گے آج بھی پورا ہوتے ہم دیکھ رہے ہیں

افریقہ کا براعظم خوش قسمت ترین ہے۔ ان کے دل نور یقین سے پُر ہیں

اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وہ بارش برسی ہے جو انسانی تصور سے باہر ہے

دورۂ مغربی افریقہ میں ہونے والے خدائی فضلوں اور احسانات کا مختصر بیان

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے چینل 2 کے اجراء کا اعلان

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ ۱۶/اپریل ۲۰۰۴ء بمطابق ۱۶/شہادت ۱۳۸۳ ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلک يوم الدين – إياک نعبد و إياک نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ﴾(سورة المجادله آيت ۲۲) اس کا ترجمہ ہے کہ اللہ نے لکھ رکھا ہے ضرور میں اور میرے رسول غالب آئیں گے یقیناً اللہ بہت طاقتور اور کامل غلبہ والا ہے۔

خدا تعالیٰ جب انبیاء کو دنیا میں مبعوث فرماتا ہے تو اس کے ساتھ ہی مخالفین کی طرف سے مخالفت کی آندھیاں بھی بڑی شدت سے چلنا شروع ہو جاتی ہیں۔ لیکن انبیاء کو کیونکہ اپنے پیدا کرنے والے اور بھیجنے والے پر کامل یقین ہوتا ہے اس لئے ان کو یہ خوف نہیں ہوتا کہ خدا ان کو مخالفت کی آندھیوں میں تنہا چھوڑ دے گا۔ ہاں ان کے دلوں میں جو اللہ تعالیٰ کا خوف اور خشیت ہوتی ہے اس کی وجہ سے وہ ڈرتے رہتے ہیں لیکن جوں جوں مخالفت کی آندھیاں بڑھتی ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور فضلوں کی ٹھنڈی ہوائیں بھی اسی تیزی سے بلکہ اس سے زیادہ تیزی سے بڑھ کر انبیاء اور ان کے ماننے والوں کی تسلی کا باعث بنتی ہیں۔ اور اس کے نظارے ہمیں تمام انبیاء کی زندگیوں میں نظر آتے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ کی زندگی میں جنگ بدر سے لے کر فتح مکہ تک کے نظارے ہمیں نظر آتے ہیں۔ اور خدائی وعدہ کہ میں اور میرا رسول غالب آئیں گے پوری شان سے پورا ہوتا نظر آتا ہے۔ تو یہ سنت اللہ ہے جو آج ختم نہیں ہوگئی آج بھی اسے پورا ہوتے ہم دیکھ رہے ہیں۔ آج ان نظاروں کو دیکھ کر احمدیوں کے ایمان و یقین میں اضافہ ہوتا ہمیں نظر آتا ہے۔

آج سے تقریباً 20 سال پہلے جب ایک قانون کے تحت احمدیوں پر پابندیاں لگائی گئی تھیں اور دشمن نے اپنے زعم میں گویا جماعت کی ترقی کے تمام راستے بند کر دیئے تھے اور پھر دنیا نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان وعدوں کے مطابق جو اس نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے تھے دشمن کی ہر چال کو ناکام و نامراد کر دیا۔ اور معجزانہ رنگ میں حضرت خلیفة المسیح الرابعؒ کے لندن آنے کے سامان پیدا فرما دئے۔ اور دشمن نے اپنے زعم میں ایک ملک میں احمدیت کے پھیلنے کے راستے بند کئے تھے، اللہ تعالیٰ نے پاکستان سمیت پونے دوسو سے زائد ممالک میں احمدیت کا پیغام پہنچانے اور جماعتیں قائم کرنے کے سامان پیدا فرما دیئے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے وعدے کو پورا کر کے دکھایا اور دکھا رہا ہے، یورپ میں بھی تبلیغ کے راستے کھل گئے، امریکہ میں بھی، ایشیا میں بھی، اور افریقہ میں بھی۔ اور افریقہ کا براعظم وہ خوش قسمت ترین ہے جس کے رہنے والوں نے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو قبول کرنے میں سب سے زیادہ جوش اور جذبے کا مظاہرہ کیا اور کر رہے ہیں۔ ان کے دل نور یقین سے پر ہیں اخلاص و وفا کے پیکر ہیں اور اپنے ایمان میں ترقی کر رہے ہیں۔ الحمدللہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”میں خدا سے یقینی علم پا کر کہتا ہوں کہ اگر یہ تمام مولوی اور انکے سجادہ نشین اور ان کے ملہم اکٹھے ہو کر الہامی امور میں مجھ سے مقابلہ کرنا چاہیں تو خدا ان سب کے مقابل پر میری فتح کرے گا۔ کیونکہ میں خدا کی طرف سے ہوں پس ضرور ہے کہ بموجب آیت کریمہ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ میری فتح ہو“۔ (ضمیمہ انجام آتھم۔ صفحہ ۵۷، ۵۸۔ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد چہارم صفحہ ۳۲۹)

پھر آپ فرماتے ہیں ” خدا نے ابتداء سے لکھ چھوڑا ہے اور اپنے قانون اور اپنی سنت قرار دے دیا ہے کہ وہ اور اس کے رسول ہمیشہ غالب رہیں گے۔ پس چونکہ میں اس کا رسول یعنی فرستادہ ہوں مگر بغیر کسی نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے، بلکہ اسی نبی کریم خاتم الانبیاء کا نام پا کر اور اسی میں ہو کر اور اسی کا مظہر بن کر آیا ہوں اس لئے میں کہتا ہوں کہ جیسا کہ قدیم سے یعنی آدم کے زمانے سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہمیشہ مفہوم اس آیت کا سچا نکلتا آیا ہے، ایسا ہی اب بھی میرے حق میں سچا نکلے گا۔“

(نزول المسیح صفحہ ۳۸۰، ۳۸۱۔ روحانی خزائن جلد ۱۸)

پس جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے نبیوں اور رسولوں سے وعدہ ہے کہ وہ ان کو غالب کرتا ہے، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی خدا کے مامور ہیں اور آپؑ سے یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ آپ کو اور آپ کی جماعت کو انشاء اللہ ضرور غلبہ عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے قانون کے تحت ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر کیا ہوتا ہے، انبیاء آتے ہیں اور بیج ڈال کر چلے جاتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ مومنین کی جماعت کے ذریعہ اور نظام خلافت کے ذریعے اس کے پھیلاؤ میں اضافہ کرتا چلا جاتا ہے۔ ایسا ہی اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ نظارے خلافت رابعہ کے دور میں بھی دکھائے اور اس سے پہلے بھی دکھائے اور غیر معمولی طور پر خلافت رابعہ میں جماعتوں کا قیام اور جوق در جوق لوگوں کے جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کے نظارے ہمیں نظر آتے ہیں۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے فرانکوفون افریقی ممالک میں احمدیت کو وسیع پیمانے پر پھیلنے کی خوشخبری دی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے بعد سے وہاں جماعتیں بہت تیزی سے قائم ہوئیں جن کا پہلے سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا۔

بہرحال ان باتوں کے پیش نظر اور ان نئے شامل ہونے والوں سے ملنے کے لئے میں نے بھی بعض افریقن ممالک غانا، بورکینا فاسو، بینن اور نائیجیریا کے دورے کا پروگرام بنایا اور ان میں سے بورکینا فاسو اور بینن فرانکوفون ممالک ہیں، فرانسیسی زبان یہاں بولی جاتی ہے ایم ٹی اے کے ذریعے سے کچھ خبریں لوگوں کو ملتی رہی ہیں اور اس وجہ سے تمام دنیا کے احمدیوں کی طرف سے خوشی اور مبارکباد کے پیغام وصول ہو رہے ہیں، حقیقت میں تو ان مبارکبادوں کے مستحق وہ افریقن احمدی بھائی اور بہنیں ہیں جن کے دل نور یقین سے پُر ہیں، دنیا کے تمام احمدیوں کو دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایمان اور یقین میں بڑھاتا چلا جائے، اکثر لوگوں کی خواہش ہے اور ہوگی بھی کہ وہ ان سفروں کا حال کچھ میری زبانی سنیں۔ تو سفر کے حالات کی تمام تفصیلات تو بیان کرنا مشکل ہے بعض صرف احساسات ہیں اور جذبات ہیں جن کو الفاظ میں ڈھالنا مشکل ہے تاہم سفر کے مختصر حالات میں آج بیان کروں گا۔ سب سے پہلے تو میں تمام دنیا کے احمدیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ دورے پر جانے سے پہلے سفر کے ہر لحاظ سے کامیاب ہونے کے لئے انہیں دعا کی تحریک کی تھی تو احباب جماعت کی مقبول دعاؤں کے نظارے ہمیں اپنے سفر کے دوران ہر قدم پر نظر آتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وہ بارش برسی ہے جو انسانی تصور سے باہر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح

موعودؑ سے وعدوں اور خوشخبریوں کے مطابق یہ کامیابیاں تو ہونی تھیں۔ لیکن یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان ہے یہ نظارے اس نے ہماری زندگیوں میں ہمیں دکھائے۔

دورے سے پہلے کئی لوگوں نے مبشر خوابیں بھی دیکھی تھیں بعض کو تو پتہ تھا کہ افریقہ کا دورہ ہے۔ دعا کر رہے تھے اس دوران اچھی خوابیں آئیں لیکن بعضوں کو علم بھی نہیں تھا، تو بہرحال اس سے میری تسلی ہوگئی تھی کہ اللہ تعالیٰ یہ سفر ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے گا، اس پر ہم اللہ تعالیٰ کا جس قدر بھی شکر ادا کریں کم ہے الحمدللہ۔ یہاں سے روانہ ہو کر جب ہم اکرا ایئرپورٹ پر پہنچے ہیں، جہاز وہاں آکر رکا بلکہ جہاز رن وے پر اترا تو اس وقت ہی نظر آ گیا تھا کہ لوگوں کا ایک ہجوم ہے اور سفید رومال لہرا رہے ہیں، جب میں جہاز سے اترنے لگا تو جہاز کا پائلٹ بھی بڑا ایکسائیٹڈ میرے پاس آیا، برٹش ائیرویز کا جہاز تھا، یہ نہیں پتہ کہ اسے پہلے علم تھا یا اس نے خود اندازہ لگایا اور آ کے کہنے لگا تمہارے لوگ تمہارے استقبال کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ اور اتنا غیر معمولی رش تھا اور جوش تھا کہ ہر ایک کو نظر آ رہا تھا۔ مسافر بھی کھڑکیوں سے جھانک جھانک کے دیکھ رہے تھے، اترنے سے پہلے۔ گھانا جماعت نے بھی ماشاء اللہ دوروں، ملاقاتوں، میٹنگوں کے بھرپور پروگرام بنائے ہوئے تھے، اس کے بارے میں ایم ٹی اے میں کچھ خبریں پتہ لگتی رہی ہیں۔ بہرحال مختصراً بعض جگہوں کے بارے میں جہاں میں رہا ہوں یا جن جگہوں کو میں جانتا ہوں وہاں کیا کیا تبدیلیاں دیکھیں، اس بارے میں مختصراً بیان کرتا ہوں۔

وہاں پہنچنے کے اگلے دن ہم نے دو سکولوں، ایک ہسپتال اور جامعہ احمدیہ گھانا کا معائنہ کیا، اس دن تقریباً دو تین سو کلومیٹر کا سفر ہوا ہوگا۔ جامعہ احمدیہ تو وہاں نیا کھلا ہے یعنی میرے وہاں سے واپس آنے کے بعد نئی جگہ پر۔ پہلے یہ سالٹ پانڈ میں ہوا کرتا تھا چھوٹی سی جگہ پر، اب تو ماشاء اللہ وسیع رقبہ ہے اور اس میں عمارتیں بھی کافی ہیں کلاس روم بلاک ہیں، ہوسٹل ہیں، سٹاف کوارٹرز ہیں اور اس کو مزید وسعت بھی دی جا رہی ہے۔ یہاں گھانا کے علاوہ بعض دوسرے افریقن ممالک جہاں جامعہ کی سہولت نہیں ہے کے طلبا آ کے دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو دین کا علم سیکھنے اور وقف کی روح کے ساتھ آگے پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔

سکولوں میں بھی ماشاء اللہ بڑی وسعت پیدا ہو چکی ہے، جس زمانے میں میں وہاں تھا اس وقت اس بارے میں سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا۔ کہ اتنی عمارتیں بن جائیں گی اور اتنی وسعت پیدا ہو جائے گی۔ پھر اس دوران ہی دو مساجد کا افتتاح بھی ہوا، سالٹ پانڈ جہاں ہمارے ابتدائی مبلغین کام کرتے رہے ہیں اس جگہ کو بھی دیکھنے کے لئے گئے۔ وہاں صرف معائنہ تھا کیونکہ ابتدائی قربانی کرنے والوں کی قربانی کا پھل ہی آج ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے کھا رہے ہیں۔ جن میں حکیم فضل الرحمان صاحب، مولانا نذیر احمد علی صاحب، مولانا نذیر احمد مبشر صاحب وغیرہ شامل ہیں۔ سالٹ پانڈ کی وسیع خوبصورت مسجد اور مشن ہاؤس وغیرہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح ان مبلغین نے مال کی کمی، کمزوری اور وسائل کی کمی کے باوجود ایسی عالی شان اور خوبصورت عمارتیں کھڑی کر دیں۔

اکرا (Accra) میں جہاں اب ہمارا ہیڈ کوارٹر ہے، یہیں قیام تھا، یہاں بھی بعض عمارات کا افتتاح ہوا وہاں جب میں ۱۹۸۵ء میں آیا ہوں تو کافی بڑی مسجد اکرا مشن ہاؤس کے ساتھ ہی تھی لیکن اب انہوں نے اس کو مزید وسعت دے کر اور دو منزلہ بنا کر تقریباً اس وقت سے بھی تین گنا زیادہ کر لیا ہے۔ لیکن اس دورے کے دوران امیر صاحب گھانا کو یہ احساس ہو گیا ہوگا کہ یہ مسجد بھی چھوٹی پڑ گئی ہے۔ الٰہی وعدوں کے مطابق جماعت نے تو انشاء اللہ تعالیٰ پھیلنا ہے، جتنی بڑی چاہیں مسجدیں بنائیں وہ چھوٹی ہوتی چلی جائیں گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے کے لئے قربانی کی روح اور اللہ کے گھروں کی تعمیر کی طرف توجہ اور خواہش رہی تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارشیں سنبھالی نہیں جائیں گی۔ پھر اس دوران میں یعنی اکرا میں جتنے دن رہائش رہی، وہاں قیام رہا، پھر گھانا کے صدر صاحب سے بھی ملاقات ہوگئی پہلے تو رسمی سی باتیں ہوتی رہیں، کیونکہ یہ لوگ فطرتاً بڑے روایتی رجحان رکھنے والے لوگ ہیں عموماً۔ بہرحال اس کے بعد پھر بڑے خوشگوار ماحول میں بے تکلفانہ، غیر رسمی باتیں ہوئیں، اور بار بار صدر صاحب اپنے ملک کی ترقی کے لئے دعا کی درخواست کرتے رہے۔

پھر جلسے کی کارروائی ہے۔ وہ تو آپ لوگوں نے دیکھ ہی لی ہے۔ لیکن جمعہ کے بعد جب میں سلام کہنے کے لئے لجنہ کی طرف گیا ہوں تو وہ نظارہ دیکھنے کے قابل تھا لیکن افسوس کہ کیمروں کی پہنچ سے اس وقت باہر تھا۔ اس لئے کہ آپ اس کو Live دیکھ ہی نہیں سکے اور وجہ اس کی یہ تھی کہ گھانا ٹیلیویژن نے اپنی ذمہ داری لے لی تھی کہ Live کوریج ہم کریں گے۔ اور ایم ٹی اے نہیں کرے گی۔ اس لئے یہ دقت وہاں تھی، بہرحال میرا خیال ہے کہ کچھ لوگوں نے اس کی فلم بنائی بھی ہوگی، لگتا تھا کہ جوش پھوٹ پھوٹ کر باہر آ رہا ہے اللہ تعالیٰ کی حمد اور اخلاص و وفا کا اظہار اس طرح ہو رہا تھا کہ ان کو الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے

چہروں سے خوشی اس طرح پھوٹی پڑتی تھی کہ ناقابل بیان ہے کماسی کے مسجد کے احاطے میں عورتوں اور مردوں کا اظہار آپ نے دیکھ لیا ہے وہ کچھ دکھایا گیا تھا۔ تو یہ اندازہ لگانا مشکل تھا کہ جلسہ پر یہ اظہار زیادہ تھا یا کماسی میں۔ پھر جلسہ کے بعد 100 کے قریب اماموں اور چیفوں سے بھی ملاقات تھی۔ جو احمدیت قبول کر چکے ہیں اور اپنی بہت بڑی فالوانگ (Following) کے ساتھ احمدیت قبول کر چکے ہیں۔ اور اب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام، مسیح محمدی کا پیغام اپنے اپنے علاقوں میں پھیلا رہے ہیں۔

گھانا کا دوسرا بڑا شہر کماسی (Kumasi) ہے، کماسی کے قریب جماعت نے داعیان الی اللہ کی ٹریننگ اور نومبائعین میں سے چنیدہ لوگوں کی تربیت کے لئے تا کہ وہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی تعلیم لے کر اپنے علاقوں میں نئے شامل ہونے والوں کو بھی سکھا سکیں۔ دو عمارتیں بنائی ہیں۔ اور ان عمارتوں کا تقریباً سارا خرچ بھی ایک مخلص احمدی نے ادا کیا ہے اس کے ساتھ ہی طاہر ہومیوپیتھک کمپلیکس ہے جس میں کلینک بھی ہے دوائیاں تیار کرنے کی لیبارٹری بھی ہے اور بوتلیں وغیرہ بنانے کی ایک چھوٹی سی فیکٹری بھی ہے۔ ماشاء اللہ یہ ادارہ بھی انسانیت کی بڑی خدمت کر رہا ہے۔ پھر مختلف شہروں میں مساجد، سکول، ہسپتال کے وارڈز وغیرہ کے افتتاح ہوئے۔ مختصراً یہ کہ گھانا میں اس دورہ کے دوران 13 مساجد کا افتتاح ہوا اور دو کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور سات متفرق عمارات کا افتتاح ہوا یا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

ٹمالے ایک جگہ ہے جو نارتھ میں گھانا کا ایک بڑا شہر ہے۔ اس علاقے میں مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہے۔ یہاں ایک بہت بڑی دو منزلہ مسجد کا افتتاح ہوا۔ اس جگہ چند سال پہلے یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ اتنی بڑی مسجد بن سکتی ہے اور پھر نمازی بھی آ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس علاقے میں بیعتیں بھی کافی ہوئی ہیں الحمدللہ۔ اور یہاں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے۔ یہاں دو افراد نے بیعت کا اظہار کیا اور جماعت میں شامل ہوئے۔ ہمارے قافلے کے بعض لوگوں کی گاڑیوں کے ڈرائیور تھے انہوں نے دیکھا اور کہا کہ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ ہم احمدیت قبول کر لیں۔ پھر وہاں مسجد میں نماز مغرب وعشاء کے بعد دستی بیعت ہوئی۔ باقی جو موجود تھے انہوں نے بھی بیعت کی۔

ٹمالے سے بورکینا فاسو کا سفر ہم نے بذریعہ سڑک کیا۔ اور راستے میں دو مساجد کا افتتاح بھی ہوا۔ ایک مسجد تو عین گھانا کے بارڈر سے چند گز کے فاصلے پر ہے اور ایک مخلص احمدی نے وہاں یہ مسجد بنائی ہے۔ اس طرح جو بھی بارڈر کراس کرتا ہے آنے والے یا جانے والے کیونکہ کافی آمد و رفت رہتی ہے اور عمومی طور پر دونوں طرف ان علاقوں میں مسلمان ہیں ان کی نظر ہماری مسجد پہ ضرور پڑتی ہے اس لئے وہ نماز پڑھنے کے لئے ہماری مسجد میں آ جاتے ہیں۔ بذریعہ سڑک جانے کا پروگرام بھی اللہ تعالیٰ کی خاص تقدیر سے ہی بنا لگتا ہے۔ کیونکہ پہلے جو گھانا والوں نے پروگرام بنایا تھا اور اس کی اپروول ہوگئی تھی، اس کے مطابق تو دورہ نارتھ تک کا مکمل کرنے کے بعد ہمیں پھر واپس اکرا آنا تھا اور وہاں سے بائی ایئر پھر بورکینا فاسو جانا تھا لیکن روزانہ فلائیٹ نہیں جاتی بلکہ دو دن جاتی ہے ان میں سے ایک جمعہ کا دن تھا۔ تو وکیل التبشیر ماجد صاحب نے مجھے کہا کہ جمعہ جلدی پڑھ کے فوراً ہی ایئرپورٹ جانا ہوگا اس پر مجھے کچھ انقباض ہوا، میں نے کہا اس طرح نہیں جانا بلکہ بعض شہر جو انہوں نے پروگرام میں نہیں رکھے ہوئے تھے اور میرے علم میں تھے میں نے کہا وہ بھی دیکھ کے جائیں گے اور بائی روڈ جائیں گے۔ بہرحال اس کا یہ فائدہ بھی ہوا کہ چند مزید مساجد کا افتتاح بھی ہو گیا لیکن اصل بات اس میں یہ ہے کہ لندن سے سفر شروع کرنے سے چند دن پہلے ماجد صاحب نے بتایا کہ بورکینا فاسو کے مبلغ نے انہیں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک خواب یاد کرائی ہے۔ جو ماجد صاحب کو بھی یاد آ گئی کہ حضور نے دیکھا تھا کہ وہ کاروں کے ذریعے سے بائی روڈ گھانا سے بورکینا فاسو میں داخل ہوئے ہیں اور کوئی اسماعیل نامی آدمی بھی ان کو وہاں ملتا ہے بارڈر پہ یا کراس کر کے۔ اس پر حضور نے بعض اسماعیل نامی احمدیوں کی تصویریں بھی منگوائی تھیں، بہرحال پتہ نہیں کوئی ملا کہ نہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک الٰہی تقدیر تھی کہ ہم بذریعہ کار بورکینا فاسو داخل ہوں اور یہ بھی عجیب بات ہے کہ ہمارے قافلے میں ایک اسماعیل نامی ڈرائیور بھی تھا جس نے کچھ وقت ہماری گاڑی بھی چلائی جس میں میں بیٹھا ہوا تھا۔

سب کچھ تیری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے

Nayaab Travel Fernreisen

احمدی احباب کے لئے ڈسلڈورف میں دنیا بھر کے خوشگوار سفر اور کم قیمت ٹکٹوں کے لئے ایک ہی نام۔ نایاب ٹریول۔

مزید معلومات اور فوری بکنگ کے لئے بی۔ بیگ سے رابطہ کریں

Tel: 00 49 - 211 - 2205611 Fax: 00 49 - 211 - 220 5613

e-mail: nayaab@web.de

Pioneer Str. 15 40215 - Dusseldorf (Germany)

اس ملک میں ہمارے مبلغین بھی ماشاءاللہ قربانیوں کے معیار قائم کر رہے ہیں۔ وہاں جائیں تو پتہ لگتا ہے کہ واقعی لوگ قربانیاں دے رہے ہیں۔ اور پھر بورکینا فاسو میں جب داخل ہوئے بارڈر کراس کرنے کے بعد جو پہلا ٹاؤن آتا ہے، چند کلومیٹر پر ہی۔ وہاں اس علاقے کا جو ہائی کمشنر تھا وہ استقبال کے لئے آیا ہوا تھا۔ جلسہ بھی ماشاءاللہ بڑا کامیاب رہا، صرف 15 سال پہلے یہاں جماعت رجسٹر ہوئی ہے لیکن جماعت کے افراد کے ایمان و اخلاص میں ماشاءاللہ ایسی ترقی ہو رہی ہے کہ دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے بھر جاتا ہے۔ یہاں کیونکہ فرنچ بولنے والے ہیں اس لئے ہر تقریر یا خطبے کا ایک دفعہ فرنچ میں ترجمہ ہوتا تھا پھر اس کا مقامی زبان میں ہوتا تھا۔ پھر جلسہ کے بعد ہم صحارا ڈیزرٹ کے قریب ایک قصبہ ڈوری ان کے لحاظ سے تو وہ شہر ہے بہر حال وہ ایک چھوٹا سا قصبہ ہے وہاں گئے وہاں بھی ایک چھوٹی سی گیدرنگ (Gathering) تھی لوگ آئے ہوئے تھے، غریب لوگ ہیں، زیادہ تر وہابی ہیں ان میں سے احمدی ہوئے ہیں۔ یہاں بھی سکول کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ جس کا راستہ کل راستے میں سے 165 کلومیٹر کا کچا راستہ بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے آرام سے ہو گیا۔ لیکن واپسی پر ہمارے قافلے کی ایک گاڑی کو حادثہ پیش آیا۔ جس میں ہمارے دو مربیان اور دو قافلے کے افراد تھے جو یہاں سے گئے ہوئے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل کیا، گاڑی سڑک سے اتر کر ایک کھائی میں گر گئی اور الٹ گئی لیکن کسی کو کچھ نہیں ہوا۔ معجزانہ طور پر اللہ تعالیٰ نے سب کو بچا لیا۔

بورکینا فاسو میں بھی وزیراعظم اور ان کے صدر مملکت سے ملاقات ہوئی بڑے خوشگوار ماحول میں، ان کو بھی زراعت سے دلچسپی زیادہ تھی اس لئے کافی دیر تک بٹھائے رکھا بلکہ میری کوشش تھی کہ اب اٹھا جائے لیکن وہ کافی دیر باتیں کرتے رہے۔ وہاں ایک تو لینڈ لاکڈ (Land Locked) علاقہ ہے، اس ملک کے ساتھ سمندر کوئی نہیں لگتا اور پھر صحارا کے قریب ہے اس لئے بارشیں بھی کم ہوتی ہیں اتنی زیادہ بارشیں نہیں ہوتیں لیکن ایک چیز ان علاقوں میں مجھے اچھی لگی کہ انہوں نے ہر جگہ چھوٹے ڈیم بنا لئے ہیں جہاں بارشوں کا پانی اکٹھا ہو جاتا ہے۔ حالانکہ ابھی پانچ چھ مہینے بارشوں کا سیزن ختم ہوئے ہو چکے تھے لیکن اچھی مقدار میں وہاں پانی جمع تھا۔ محنتی لوگ ہیں یہ ملک بھی امید ہے کہ ترقی کرے گا۔ انشاءاللہ۔

بورکینا فاسو میں بھی گھانا کی طرح جو بھی میری Activities رہیں، ان کا روزانہ نیشنل ٹیلیویژن، ریڈیو اور اخبارات میں باقاعدہ ذکر ہوتا رہا۔ بورکینا فاسو میں تین نئی مساجد کا افتتاح ہوا اور ایک سکول اور مشن ہاؤس کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور پھر جو واگاڈوگو ان کا دارالحکومت ہے وہاں احمدیہ ہسپتال کا افتتاح بھی ہوا۔ بڑی وسیع اور خوبصورت انہوں نے ہسپتال کے لئے نئی عمارت بنائی ہے۔ پہلے وہ کرائے کی عمارت میں تھا، اب اپنی عمارت بن گئی ہے۔ نصف کے قریب عمارت ابھی پہلے فیز میں بنی ہے لیکن اس کے باوجود بڑی وسیع عمارت ہے، یہاں بھی افتتاح کی تقریب میں وہاں کے وزیر صحت آئے ہوئے تھے، انہوں نے جماعتی خدمات کو بہت سراہا۔ بورکینا فاسو کا ایک شہر بوبوجلاسو جہاں سے ایک خطبہ بھی نشر ہوا تھا یہاں ہماری جماعت کا ایک ریڈیو سٹیشن بھی ہے۔ جو تقریباً 70`80 کلومیٹر کی رینج میں سنا جاتا ہے، یہاں جمعہ پر بھی کافی حاضری یعنی ۴، ۵ ہزار کے قریب حاضری ہو گئی تھی، احباب و خواتین آ گئے تھے، اس جگہ کی 鉞³ 90% بادی مسلمانوں کی ہے۔ یہ سب ریڈیو کے پروگرام پسند کرتے ہیں، بلکہ مجھے بتایا گیا ہے کہ ہمارے ریڈیو پر جو نظمیں نشر ہوتی ہیں، وہ بھی بہت مقبول ہیں۔ اور غیر احمدی بھی یہ نظم اکثر پڑھ رہے ہوتے ہیں کہ ”میرا نام پوچھو تو میں احمدی ہوں۔“

تیسرا ملک بینن تھا جہاں ہم بائی ایئر گئے تھے چیفوں کے نمائندے اور حکومت کے نمائندے وزیر اور تھوڑی دیر بعد ان کے وزیر خارجہ بھی آ گئے انہوں نے کہا کہ میں میٹنگ میں کافی دور گیا ہوا تھا اور ٹریفک میں پھنس گیا (وہ ٹریفک کافی تنگ کرنے والا ہے، وزیروں کو بھی نہیں چھوڑتے) یہاں بھی ان کے کیپیٹل کوتونووو میں بڑی خوبصورت نئی مسجد بنی ہے اس کا افتتاح ہوا اور گزشتہ جمعہ یہیں پڑھا گیا اور آپ نے سنا بھی۔ کوتونووو کے قریب 35 کلومیٹر کے فاصلے پر ایک جگہ ہے جہاں ان کا پہلے کیپیٹل ہوا کرتا تھا اب انہوں نے ادھر شفٹ کیا ہے۔ یہاں ایک مسجد کا سنگ بنیاد رکھا ہے پہلے مسجد چھوٹی سی ہے اب انشاءاللہ وسیع مسجد بنے گی۔ پاراکو یہاں کا دوسرا بڑا شہر ہے وہاں جاتے ہوئے راستے میں ایک جگہ الاڈا ہے وہاں کے چیف احمدی ہو چکے ہیں اور یہاں جلسہ پر آ بھی چکے ہیں (آپ ان کو پہچانتے بھی ہوں گے انہوں نے جھالروں والا تاج پہنا ہوتا تھا) انہوں نے وہاں بھی کافی لوگ اکٹھے کئے ہوئے تھے یہ لوگ عیسائی تھے، چیف بھی عیسائی تھے، چیف شروع میں بعض وجوہات کی وجہ سے احمدیت کو چھپاتے رہے لیکن اب وہ کھلم کھلا اظہار کرتے ہیں بلکہ وہاں مجمع میں اپنی تقریر میں بھی انہوں نے کہا کہ اگر اپنی دنیا و آخرت سنوارنی ہے اور نجات چاہتے ہو تو احمدیت کو قبول کر لو۔ یہی حقیقی اسلام ہے، عیسائی بھی اور مسلمان بھی، وہاں کافی اچھی گیدرنگ (Gathering) تھی۔ اب بھی ان کو اس علاقے میں کافی مخالفت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، اللہ تعالیٰ انہیں ثابت قدم بھی رکھے اور ہر شر سے محفوظ رکھے۔ پاراکو جب ہم پہنچے ہیں تو وہاں کے میئر اور گورنر جو دو صوبوں کے گورنر ہیں دونوں مسلمان ہیں، شہر سے باہر شہر کے گیٹ پر استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے۔ باوجود اس کے کہ انہیں بھی وہاں ملاؤں نے کہا بعض مسلمان ملکوں سے بھی کافی مدد کی جاتی ہے اور زیادہ زور یہی ہوتا ہے کہ احمدیوں کے خلاف جو کر سکتے ہو کرو۔ انہوں نے میئر کو بہت کہا کہ یہ لوگ مسلمان نہیں ہیں، ان سے نہ ملو۔ تو میئر نے اس کو کہا پھر تو میں ضرور جاؤں گا کہ دیکھوں مجھے پتہ تو لگے کہ کہتے کیا ہیں اور کرتے کیا ہیں۔ جب مجھے اس نے وہاں ایڈریس پیش کیا تو وہاں اس نے برملا یہ اظہار کیا کہ اصل مسلمانوں والے کام تو جماعت احمدیہ کر رہی ہے وہ پورے ملک کے ہاؤس آف میئرز کے صدر بھی ہیں۔ یہاں ہمارا انشاءاللہ نیا ہسپتال شروع ہونا ہے اس کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور بڑی اچھی جگہ پر یعنی مین روڈ کے اوپر اس شہر کے ساتھ چھ (۶) ایکڑ جگہ ہے جو جماعت نے لی تھی ہسپتال کے لئے، تو میئر نے ایک اور Gathering میں یہ اعلان کیا کہ یہ جگہ تھوڑی ہے، پانچ ایکڑ میں اپنی طرف سے ہسپتال کے لئے اور دیتا ہوں۔ یہاں ایک جگہ سے امام اور چیف تقریباً 400 دوسرے افراد مرد و زن (70 کے قریب عورتیں اور باقی مرد) آئے ہوئے تھے اور بڑا دور کا سفر طے کر کے آئے تھے ان علاقوں میں بعض دفعہ بسیں نہیں چلتیں، ٹرک ہائر کر کے اس پر بیٹھ کر آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے یہ کہا کہ ہم نے بیعت کرنی ہے، عرصہ سے ہم جماعت کو دیکھ رہے ہیں اور آج کے دن کا ہمیں انتظار تھا۔ میں نے وہاں امیر صاحب اور مبلغ صاحب سے پوچھا کہ آپ کے علم میں تھا کہ انہوں نے بیعت کرنی ہے انہوں نے کہا نہیں ہمیں تو صرف یہ علم تھا کہ آپ سے صرف ملاقات کے لئے آئے ہیں یا صرف دیکھنے آئے ہیں۔ میں نے ان امام اور چیف کو پوچھا (وہ اچھے پڑھے لکھے لگ رہے تھے) کہ تم جلدی تو نہیں کر رہے، تمہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام دعاوی پر یقین ہے؟ امام، چیف اور دوسروں لوگوں نے کھل کے کہا کہ ہمیں پوری شرح صدر ہے۔ ہم پوری شرح صدر سے احمدیت قبول کر رہے ہیں بلکہ یہ بھی کہا کہ ہزاروں لوگ اور ایسے ہیں جن کی معین تعداد بعد میں پتہ لگ جائے گی انشاءاللہ جلسے پہ بتاؤں گا جنہوں نے کہا تھا ہماری نمائندگی کر دینا ہم بھی احمدیت میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ پھر وہاں انہوں نے دستی بیعت کی تو اس لحاظ سے یہاں بھی دستی بیعت ہوئی اور ایک اچھی تعداد جماعت میں شامل ہوئی۔ پھر یہ کہ انہوں نے بڑے اخلاص اور وفا کا اظہار کیا اور سوائے اللہ کے اور کوئی دلوں میں پیدا نہیں کر سکتا اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے جو پیدا کرتی ہے۔ واپسی پر وہاں سے پھر ایک جگہ ہے جہاں تین چار ہزار کی گیدرنگ تھی۔ رات کو بارش ہو گئی موسم خراب ہو گیا۔ کچھ غیر احمدیوں نے مولویوں نے کافی شور مچایا اور لوگوں کو ڈرایا کہ وہاں نہیں جانا، کچھ ٹرانسپورٹرز کو کہا، ٹرانسپورٹ مہیا نہیں ہو سکی اور ان کو پیسے دیئے کہ احمدیوں کے جلسے پہ نہیں جانا۔ ہم تمہیں خرچ دیتے ہیں اس مخالفت کے باوجود تین چار ہزار کی یہاں حاضری تھی لوگ اکٹھے ہو گئے احمدی تھے۔ یہاں بھی میئر نے کھڑے ہو کر کھلے عام اعلان کیا کہ میں احمدی ہوتا ہوں اور آج بیعت میں شامل ہوتا ہوں مجھے پورا یقین ہے کہ احمدیت سچی ہے۔ اور تقریباً اس کے علاوہ ہزار کے قریب اور لوگوں نے بھی بیعت کی اور اعلان کیا کہ ہم پوری شرح صدر کے ساتھ احمدیت میں داخل ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں اندازے کے مطابق ہزاروں میں دورے کے دوران لوگ احمدیت میں شامل ہوئے ہمارے ساتھ مستقل یہاں اخباری نمائندے اور ریڈیو ٹیلیویژن کے نمائندے پھرتے رہے ان میں سے بھی ایک مرد نے تو بیعت کر لی اور ایک عورت نے یہ اظہار کیا کہ میں بہت قریب ہو گئی ہوں اور عنقریب بیعت کر لوں گی کیونکہ اگر کوئی میرا مذہب ہے تو وہ احمدیت ہی ہے۔ یہاں بھی جذبات کا اظہار بہت ہے گو تھوڑی سی خاموشی ہے۔ ہر ایک کا اپنا اپنا طریق کار ہوتا ہے طبیعت ہوتی ہے۔ یہاں اس طرح نعرے تو نہیں لیکن بے تحاشا خاموش جذبات کا اظہار تھا۔ آتے ہوئے جس طرح چہروں پہ اداسیاں اور بعض لوگوں کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ اس سے نظر آتا تھا کہ کافی جذباتی کیفیت ہے۔

نائیجیریا میں گو صرف دو دن پروگرام تھا بلکہ پہلے پروگرام نہیں تھا اور آخری وقت میں یہ بنا ہے۔ میں نے بینن میں ایک اور بہت اچھی چیز دیکھی ہے۔ وہاں لجنہ نے اپنی ایک خاص ٹیم تیار کی ہے جو ہر موقعے پہ ڈیوٹیاں دیتی ہے۔ بڑی باپردہ، نقاب لے کے اور مستقل ڈیوٹیاں دیتے رہے ہیں۔ ایم ٹی اے پر دکھایا گیا

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

تو دیکھ بھی لیں۔ نائیجیریا کا میں بتا رہا تھا کہ یہاں پروگرام پہلے نہیں تھا لیکن اتفاق سے اور مجبوری سے بن گیا۔ کیونکہ اور کوئی فلائیٹ نہیں تھی اگر تھیں تو مہنگی تھیں۔ وہاں جا کر یہ احساس ہوا کہ اگر یہاں نہ آتے تو غلط ہوتا۔ کیونکہ باوجود اس کے کہ کچھ عرصہ پہلے ان کا جلسہ سالانہ ہو چکا تھا اور لوگ بڑی تعداد میں وہاں شامل ہو چکے تھے۔ یہ خیال نہیں تھا کہ دور دراز سے لوگ آ سکیں گے۔ لیکن صرف دو گھنٹے اکٹھا ہونے کے لئے، مجھے ملنے کے لئے 30 ہزار سے زیادہ وہاں احمدی مرد و عورتیں جمع ہو چکے تھے اور ان کے اخلاص اور وفا کے جو نظارے میں نے دیکھے ہیں وہ ناقابل بیان ہیں۔ بہرحال جو تین دن ہم وہاں رہے، تیسرے دن رات کو واپسی ہو گئی تھی جس میں امیر صاحب نے کافی بھرپور پروگرام بنائے جتنا زیادہ فائدہ اٹھا سکتے تھے اٹھایا اور مصروف رکھا۔ نائیجیریا میں بھی تین مساجد کا افتتاح کیا گیا۔ انہوں نے بڑی بڑی اور خوبصورت مساجد بنائی ہیں اس کے علاوہ مختلف عمارتوں کے افتتاح اور سنگ بنیاد رکھے گئے یہاں کے لوگوں کے اخلاص اور خلافت سے تعلق اور محبت ناقابل بیان ہے۔ واپسی کے وقت دعا میں بعض خواتین اور لوگ اس طرح جذباتی تھے اور اس طرح تڑپ رہے تھے کہ یہ محبت صرف خدا ہی پیدا کر سکتا ہے۔ اور خدا کی خاطر ہی ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو ایمان یقین میں بڑھاتا چلا جائے بلکہ تمام دنیا کے احمدیوں کو اخلاص و وفا کے اعلیٰ معیار پر قائم رہنے کی توفیق دے۔

ایم ٹی اے پر جو اب تک دکھایا جا چکا ہے یہ اخلاص و وفا کے نظارے دنیا نے دیکھے ہیں اور ابھی بہت سے پروگراموں میں دیکھیں گے۔ مولوی کہتے ہیں کہ ہم نے افریقہ کے فلاں ملک میں جماعت احمدیہ کے مشن بند کرا دیے اور فلاں میں ہمارے سے وعدے ہو چکے ہیں۔ اور یہ کر دیا اور وہ کر دیا ہے اب ان سے کوئی پوچھے یہ اخلاص و وفا اور نور سے پُر چہرے ایم ٹی اے میں دنیا نے دیکھ لئے اور وہاں جا کر ہم خود دیکھ آئے ہیں۔ یہ کیا ہے سب کچھ؟ کیا یہ مشن بند کروانے کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے جو بھی اپنی بڑھیں مارنی تھیں مار لیں۔ اور مار رہے ہیں۔ یہ بھی ہمارے ایمان میں زیادتی کا باعث بنتی ہیں۔ یہ تو صرف چار ملکوں کے مختصر حالات ہیں جو میں نے بیان کئے اور ایم ٹی اے پر مولویوں نے بھی دیکھے ہوں گے۔ اور شاید سن بھی رہے ہوں بعض سنتے بھی ہیں ان کو سننے کا شوق بھی ہوتا ہے۔ مولویوں یا مخالفین کو اگر ذرا بھی شرم ہو تو سوچیں کہ یہ تو صرف چار ملکوں کا قصہ ہے دنیا کے پونے دو سو سے زائد ممالک اخلاص و وفا سے پر احمدیوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ اگر ان کے نظارے دیکھیں گے تو ان کا کیا حال ہوگا۔ اس عرصے میں ان چار ملکوں میں 21 نئی مساجد کا افتتاح ہوا ہے اور دو تین کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور اس کے علاوہ کافی تعداد میں سکول، ہسپتال اور دوسری عمارتوں کا سنگ بنیاد رکھا یا افتتاح ہوا۔

ایک اور اللہ تعالیٰ کا فضل جو ہے اس کو بھی میں بیان کر دوں کہ یہ بھی اللہ کے خاص فضلوں میں سے ایک خاص فضل ہے، ایم ٹی اے، اس کے ذریعہ سے ہم تمام دنیا کے احمدی ایک پاکیزہ ماحول میں اپنے پروگرام دیکھ اور سن سکتے ہیں۔ ۲۲/اپریل ۲۰۰۴ء سے جمعرات سے انشاء اللہ تعالیٰ ایم ٹی اے انٹرنیشنل ایک جز وقتی، کچھ وقت کے لئے ایک اور چینل شروع کر رہا ہے پھر بیک وقت دو چینل چلیں گے۔ اور یہ ضرورت اس لئے محسوس کی گئی ہے کیونکہ 24 گھنٹے کے دوران اب ایسے اوقات بھی ہیں جو یورپ اور ایشیا کے لئے یکساں اہمیت رکھتے ہیں اور ان کے دوران مختلف زبانوں میں پروگرام نشر ہوتے ہیں جو ایشیا اور یورپ کے بعض حصوں میں سمجھے نہیں جا سکتے۔ ان اوقات میں بہت سے ناظرین ایم ٹی اے کا استفادہ کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اب نئے انتظام کے تحت انشاء اللہ GMT کے مطابق شام ۴ بجے سے لیکر رات سات بجے تک یو کے اور ایشیا (یعنی پاکستان، بھارت، بنگلہ دیش) اور جنوبی اور شمالی امریکہ اور آسٹریلیا وغیرہ میں اردو اور انگریزی کے پروگرام چلا کریں گے۔ جبکہ اسی دوران میں نئی چینل ایم ٹی اے 2 پر باقی یورپ، مڈل ایسٹ، افریقہ، ماریشس وغیرہ پر فرنچ، جرمن اور عربی زبانوں کے پروگرام چلا کریں گے انشاء اللہ۔ اور باقی عرصے میں دونوں چینل بیک وقت چلیں گے۔ اور اس دوران میں اگر کوئی Live پروگرام آنا ہو تو وہ بہرحال پھر ایک ہی ہو جائے گا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’کیا وہ سمجھتے ہیں کہ اپنے منصوبوں سے، اور اپنے بے بنیاد جھوٹوں سے اور اپنے افتراؤں سے اور اپنی ہنسی ٹھٹھے سے خدا کے ارادے کو روک دیں گے۔ یا دنیا کو دھوکہ دے کر اس کام کو معرض التواء میں ڈال دیں گے۔ اس کا خدا نے آسمان پر ارادہ کیا ہے اگر کبھی پہلے بھی حق کے مخالفوں کو ان طریقوں سے کامیابی ہوئی ہے تو وہ کامیاب ہو جائیں گے۔ لیکن اگر یہ ثابت شدہ امر ہے کہ خدا کے مخالف اور اس کے ارادہ کے مخالف جو آسمان پر کیا گیا وہ ہمیشہ ذلت اور شکست اٹھاتے ہیں تو پھر ان لوگوں کے لئے بھی ایک دن ناکامی اور نامرادی اور رسوائی در پیش ہے، خدا کا فرمودہ کبھی خطا نہیں گیا اور نہ جائے گا۔ وہ فرماتا ہے كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِي یعنی خدا نے ابتداء سے لکھ چھوڑا ہے اور اپنے قانون اور اپنی سنت قرار دے دیا ہے کہ وہ اور اس کے رسول ہمیشہ غالب رہیں گے۔ پس چونکہ میں اس کا رسول اور فرستادہ ہوں مگر بغیر کسی نئی شریعت، نئے دعوے اور نئے نام کے بلکہ اسی نبی کریمؐ، خاتم الانبیاء کے نام پا کر اور اسی میں ہو کر اور اس کا مظہر بن کر آیا ہوں اس لئے میں کہتا ہوں جیسا کہ قدیم سے یعنی آدم کے زمانے سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہمیشہ مفہوم اس آیت کا سچا نکلتا چلا آیا ہے۔ ایسا ہی اب بھی میرے حق میں سچا نکلے گا۔ کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ جس زمانے میں ان مولویوں اور ان کے چیلوں نے میرے پر تکذیب اور بدزبانی کے حملے شروع کئے تھے اس زمانے میں میری بیعت میں ایک آدمی بھی نہیں تھا گو چند دوست جو انگلیوں پر شمار ہو سکتے ہیں میرے ساتھ تھے اور اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے 70 ہزار کے قریب بیعت کرنے والوں کا شمار پہنچ گیا ہے۔ (جب حضور نے یہ لکھا اور اب ایک ایک دن میں کئی کئی ہزار بیعتیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوتی ہیں) جو نہ میری کوشش ہے بلکہ اس ہوا کی تحریک سے ہوا جو آسمان سے چلی ہے میری طرف دوڑے ہیں اب لوگ خود سوچ لیں کہ اس سلسلہ کے برباد کرنے کے لئے کس قدر انہوں نے زور لگائے اور کیا کچھ ہزار جان کاہی کے ساتھ ہر ایک قسم کے مکر کئے یہاں تک کہ حکام تک جھوٹی مخبریاں بھی کیں۔ خون کے جھوٹے مقدموں کے گواہ بن کر عدالتوں میں گئے اور تمام مسلمانوں کو میرے پر ایک عام جوش دلایا اور ہزار ہا اشتہار اور رسائل لکھے کفر کے فتوے میری نسبت دیئے اور مخالفانہ منصوبوں کے لئے کمیٹیاں کیں مگر ان تمام کوششوں کا نتیجہ بجز نامرادی کے اور کیا ہوا۔ پس اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو ضرور ان کی جان توڑ کوششوں سے یہ تمام سلسلہ تباہ ہو جاتا۔ کیا کوئی نظیر دے سکتا ہے کہ اس قدر کوششیں کسی جھوٹے کی نسبت کی گئیں اور وہ تباہ نہ ہوا بلکہ پہلے سے ہزار چند ترقی کر گیا پس کیا یہ عظیم الشان نشان نہیں کوششیں تو اس غرض سے کی گئیں کہ یہ تخم جو بویا گیا ہے اندر ہی اندر نابود ہو جائے اور صفحہ ہستی پر اس کا نام و نشان نہ رہے مگر وہ تخم بڑھا اور پھولا اور ایک درخت بنا اور اس کی شاخیں دور دور چلی گئیں۔ اور اب وہ درخت اس قدر بڑھ گیا ہے کہ ہزار ہا پرندے اس پر آرام کر رہے ہیں۔ اور اب تو کروڑ ہا پرندے اس مسیح محمدیؐ کے درخت پہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ براہین احمدیہ میں پیشگوئی ہے ﴿يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ اللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ﴾۔

found.

M. S. DOUBLE GLAZING LTD

Supplier & Installers

UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries

For Friendly Quote Please Contact: **Muhammad Sajid Qamar**

Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685

Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee

احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

یعنی مخالف لوگ ارادہ کریں گے کہ نور خدا کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں مگر خدا اپنے نور کو پورا کرے گا اگرچہ منکر لوگ کراہت ہی کریں۔ یہ اس وقت کی پیشگوئی ہے جب کہ کوئی مخالف نہ تھا۔ بلکہ کوئی میرے نام سے بھی واقف نہ تھا پھر بعد اس کے حسب بیان پیشگوئی دنیا میں عزت کے ساتھ میری شہرت ہوئی اور ہزاروں نے مجھے قبول کیا تب اس قدر مخالفت ہوئی کہ مکہ معظّمہ سے اہل مکہ کے پاس خلاف واقعہ باتیں بیان کر کے میرے لئے کفر کے فتوے منگوائے گئے۔ اور میری تکفیر کا دنیا میں ایک شور ڈالا گیا قتل کے فتوے دیئے گئے حکام کو اکسایا گیا، عام لوگوں کو مجھ سے اور میری جماعت سے بے زار کیا گیا۔ غرض ہر ایک طرف سے میرے نابود کرنے کے لئے کوشش کی گئی مگر خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے مطابق یہ تمام مولوی اور ان کے ہم جنس اپنی کوششوں میں نامراد اور ناکام رہے، افسوس کس قدر مخالف اندھے ہیں ان پیشگوئیوں کی عظمت کو نہیں دیکھتے کہ کس زمانے کی ہیں اور کس شوکت اور قدرت کے ساتھ پوری ہوئی ہیں کیا بجز خدا تعالیٰ کے کسی اور کا کام ہے، اگر ہے تو اس کی نظیر پیش کرو، نہیں سوچتے کہ اگر یہ انسان کا کاروبار ہوتا اور خدا کی مرضی کے مخالف ہوتا تو وہ اپنی کوششوں میں نامراد نہ رہتے۔ کس نے ان کو نامراد رکھا، اسی خدا نے جو میرے ساتھ ہے۔ (حقیقۃالوحی صفحہ ۲۴۱، ۲۴۲۔ روحانی خزائن جلد ۲۲)

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

❁❁❁❁ ❁❁❁ ❁❁❁❁

خلائی دوڑ کیوں ؟

محمد داؤد مجوکہ۔ جرمنی

احباب کو معلوم ہی ہو گا کہ امریکہ کے صدر بش نے حال ہی میں 2015 تک چاند پر ایک بار پھر خلاباز بھیجنے اور وہاں ۲۰۲۰ تک ایک بیس (Base) قائم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ اس سے چند ماہ پہلے اکتوبر میں چین نے اپنا پہلا خلاباز دنیا کے گرد مدار میں بھیجنے کا کامیاب تجربہ کیا تھا اور ۲۰۱۰ تک چاند پر ایک روبوٹ اتارنے کا اعلان کیا ہے۔ ہندوستان نے بھی ۲۰۰۸ تک چندرایان۔۱ نامی خلائی گاڑی چاند پر بھیجنے کا اعلان کیا ہے۔ روس نے اگرچہ خود کوئی خلائی مشن بھیجنے کا اعلان نہیں کیا لیکن یہ بیان دیا ہے کہ وہ چاند پر انسان اور روبوٹ بھیجنے کی جدید ٹیکنالوجی رکھتا ہے۔ اسی طرح یورپین یونین کی خلائی ایجنسی نے بھی Aurora پروگرام کے تحت اعلان کر رکھا ہے کہ وہ ۲۰۱۵ء تک چاند پر روبوٹ بھیجے گی۔ سوال یہ ہے کہ اچانک یہ دوڑ کیوں؟ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ صدر بش کے پروگرام کے اعلان میں ان کی انتخابی مہم نے بھی ایک کردار ادا کیا ہے مگر دوسرے ممالک نے اپنے پروگراموں کا پہلے سے اعلان کر رکھا تھا۔ درحقیقت اس دوڑ کی تہہ میں سائنسی تحقیق اور نئے جہانوں کی دریافت کے علاوہ بھی کچھ امور کارفرما ہیں۔

میں نے اس سے پہلے ایک مضمون میں یہ بیان کیا تھا کہ اس وقت تک معلوم تیل کے ذخائر موجودہ پیدوار کے حساب سے ۲۰۱۵ تک زوال پذیر ہو جائیں گے اور اگر پیداوار کو برقرار رکھا جائے تو قریبا ۳۵ سال میں ختم ہو جائیں گے۔ سوال یہ ہے کہ تیل کے بعد پھر اور کون سا ذریعہ ہے جو دنیا کی توانائی کی مانگ کو پورا کر سکے؟ متبادل ذرائع جیسے سورج کی روشنی، ہوا، پانی وغیرہ دنیا کی بڑھتی ہوئی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے بالکل ناکافی ہیں۔ کچھ عرصہ تک سائنسدانوں کو یہ امید تھی کہ شائد ایٹمی توانائی سے دنیا کی آئندہ ضروریات پوری ہو سکیں گی۔ لیکن ایٹمی توانائی کے ساتھ وابستہ خطرات کے پیش نظر یہ امید بر نہ آئی۔ روایتی ایٹمی بجلی گھر اس اصول پر کام کرتے ہیں کہ ایک بھاری جوہر، مثلا یورینیم، کو توڑا جاتا ہے جس سے وہ دو چھوٹے جواہر میں تبدیل ہو جاتا ہے اور ایک حصہ توانائی کی صورت میں خارج ہوتا ہے۔ اس قسم کے ری ایکٹر نہ صرف یہ کہ ایٹم بم کے لئے مواد فراہم کرنے کے لئے بھی استعمال ہو سکتے ہیں بلکہ ان میں پیدا ہونے والی تابکاری کے نتیجہ میں سخت نقصان دہ مواد پیدا ہوتا ہے جو سینکڑوں، ہزاروں سال تک خطرے کا باعث ہوتا ہے اور اسے بڑی احتیاط سے زیر زمین غاروں میں دفن کرنا پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ یورینیم خود بھی تابکار عنصر ہے۔

اس کے مقابل پر قدرتی ایٹمی ری ایکشن ہے جس میں دو ہلکے جوہر مدغم ہو کر ایک نیا جوہر بناتے ہیں اور کچھ حصہ توانائی میں تبدیل ہوتا ہے۔ یہ Fusion ری ایکشن کہلاتا ہے اور تمام ستاروں میں بشمول ہمارے سورج کے کارفرما ہے۔ ہائڈروجن بم بھی اسی اصول پر بنایا جاتا ہے۔ لیکن ایٹمی سائنسدانوں نے یہ حیرت انگیز امر دریافت کیا کہ اگر ہائڈروجن کی بجائے ہیلیم کی ایک خاص قسم کو ، جو ہیلیم ۳ کہلاتی ہے ، اس مقصد کے لئے استعمال کیا جائے تو نہ صرف یہ کہ تابکاری پیدا نہیں ہوتی بلکہ توانائی کے حصول کی مقدار بھی یورینیم والے ری ایکشن کی نسبت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ مزید یہ کہ ہیلیم۔۳ بذات خود تابکار نہیں! اس کا مطلب یہ ہے کہ ہیلیم۔۳ کو کسی بھی دوسرے عنصر کی طرح بلا خوف و خطر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح اس طریق پر بجلی پیدا کرنے کے نتیجے میں تابکاری کی نہایت معمولی مقدار پیدا ہوتی ہے جو کہ زیادہ خطرناک نہیں۔

ہیلیم۔۳ کے ذریعہ سے توانائی کے حصول کے لئے ضروری تھا کہ اس کے وسیع ذخائر دریافت کئے جائیں۔ لیکن ہماری دنیا پر یہ عنصر نایاب ہے۔ ۱۹۸۶ء میں امریکی سائنسدانوں نے پہلی مرتبہ دریافت کیا کہ چاند پر ہیلیم۔۳ کے قریباً ایک ملین ٹن کے ذخائر موجود ہیں! یہاں یہ یاد رکھیں کہ صرف ۵۰ کلو ہیلیم۔۳ ایک ۵۰۰ میگاواٹ کے بجلی گھر کو پورا سال چلانے کے لئے کافی ہے! اس حساب سے امریکہ میں سن ۲۰۰۰ء میں جو کل بجلی پیدا کی گئی اس کے لئے ۲۵ ٹن ہیلیم۔۳ کافی تھی۔ ہیلیم۔۳ سورج میں پیدا ہوتی ہے اور پھر وہاں سے خلا میں بکھر جاتی ہے۔ ہماری دنیا چونکہ ایک مقناطیسی خول میں بند ہے اس لئے ہیلیم۔۳ کے ذرات زمین تک نہیں پہنچ سکتے۔ لیکن چاند پر ایسا خول نہ ہونے کی بنا پر اربوں سال میں اس کی اتنی بڑی مقدار جمع ہو گئی ہے۔ چاند پر ہیلیم۔۳ کے ذرے مٹی کے ذروں، پتھروں وغیرہ کی سطح پر پائے جاتے ہیں اور ۷۰۰ سینٹی گریڈ تک ان کو گرم کرنے سے باآسانی گیس کی شکل میں حاصل ہو سکتے ہیں۔

چاند سے ہیلیم۔۳ کو توانائی کے لئے حاصل کرنا کوئی دیوانے کی بڑ نہیں۔ امریکہ کی یونیورسٹی آف وسکانسن (Wisconson) اس ٹکنالوجی میں بہت ترقی یافتہ ہے۔ انہوں نے نہ صرف ایسے بجلی گھر ڈیزائن کئے ہیں جن میں ہیلیم۔۳ استعمال ہو سکے گی، بلکہ چاند پر لگائے جانے والی وہ فیکٹری یا روبوٹ بھی ڈیزائن کئے ہیں جن کی مدد سے چاند پر ہیلیم۔۳ حاصل کی جائے گی۔ اس طریق پر حاصل کردہ ایک ٹن ہیلیم۔۳ کی لاگت قریباً ایک ارب ڈالر ہو گی۔ بجلی کی پیداوار کے لحاظ سے یہ ایسا ہی ہے گویا فی بیرل تیل ۷ ڈالر میں حاصل ہو (تیل کی موجودہ قیمت ۳۰ ڈالر فی بیرل سے بھی زیادہ ہے یعنی وہ بجلی تیل کے ذریعہ سے پیدا کردہ بجلی سے ۴ گنا سستی ہو گی)۔ اس کے علاوہ اس امر پر بھی تحقیق کی جا چکی ہے کہ بجلی گھروں کے ڈیزائن میں وہ کون سی بات داخل کی جائے جو دوسرے ممالک کو ان ری ایکٹروں کو کسی اور مقصد کے لئے استعمال کرنے سے روک دے۔ صرف وسکانسن کی یونیورسٹی اس تحقیق پر سالانہ قریبا ۱۲ پی ایچ ڈی ڈگریاں دے رہی ہے اور ایک پورا انسٹی ٹیوٹ اس کام کے لئے وقف ہے۔

پس چاند کی طرف اس نئی دوڑ میں یہ ایک بہت بڑا محرک ہے۔ دنیا کی کئی صدیوں تک کی توانائی کی ضروریات چاند پر موجود ہیلیم۔۳ سے پوری ہو سکتی ہیں۔ ابھی تک یہ ٹکنالوجی اس سطح پر نہیں پہنچی کہ اس کا استعمال شروع ہو سکے، لیکن آئندہ کچھ عرصہ میں ایسا ہونا قرین قیاس ہے۔ اور اس صورت میں چاند تک براہ راست رسائی نہایت ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ چین، ہندوستان، یورپ وغیرہ کو اپنی آزادی کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں امریکہ سے آزادانہ طور پر یا کم از کم حصہ دار کے طور پر چاند پر جانے کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔

دلچسپی رکھنے والے احباب کے لئے عرض ہے ہ وسکانسن یونیورسٹی کی ویب سائٹ پر اس ضمن میں لکھے گئے تحقیقی مقالے موجود ہیں۔

ماخذ:

۱۔ Second wisconsian symposium on Helium-3 and Fusion Power: Wisconson Center for Space Automation and Robotics 1993

۲۔ The significance of Helium-3 Fusion, Lecture by Professor G L Kulcinski, 2001

۳۔ Astrofuel - An energy source for the 21st century, J F Santarius and G L Kulcinski, Fusion technology institute, university of wisconson 1989

❁❁❁❁❁

دنیائے عیسائیت

(رشید احمد چوہدری ۔لندن)

آجکل عیسائی دنیا میں خوب ہلچل مچی ہوئی ہے۔کہیں اس بات کا رونا رویا جارہا ہے کہ چرچ میں عبادت کرنے کے لئے آنے والوں کی تعداد میں دن بدن کمی ہوتی جارہی ہے کہیں چرچ کی آمدنی میں کمی اور اخراجات کی زیادتی کی خبروں کو اچھالا جارہا ہے کہیں ہم جنس پرست پادریوں کی تقرری پر بحث جاری ہے اور کہیں چرچ کے اندر ہم جنس پرستوں کی شادیوں کا مسئلہ تیزی سے ابھر رہا ہے کہیں پادریوں کے بچوں کے ساتھ جنسی تعلقات کے سکینڈل پر افسوس کا اظہار کیا جارہا ہے جس کی وجہ سے چرچ کی انتظامیہ کو ایسے بچوں کو جن کے ساتھ زیادتی کی گئی بھاری رقوم ہرجانے کے طور پر ادا کرنا پڑ رہی ہیں۔

CNN (سی این این) کی ایک حالیہ رپورٹ کے مطابق امریکہ کی کیتھولک بشپس کانفرنس میں پیش کئے جانے والے ایک ڈرافٹ سروے میں بتایا گیا ہے کہ ۱۹۵۰ء تا ۲۰۰۲ء کے درمیانی عرصہ میں ۴۴۵۰ پادریوں پر بچوں کی طرف سے گیارہ ہزار (۱۱۰۰۰) جنسی تعلقات کے الزامات لگائے گئے۔ان بچوں میں سے جن کے ساتھ جنسی زیادتی کی گئی ۷۸ فیصد کی عمریں ۱۱ تا ۱۷ سال تھیں جبکہ ۱۶ فیصد ۸ تا ۱۰ سال کے تھے اور ۶ فیصد کی عمریں ۷ سال یا اس سے بھی کم تھیں۔اسی رپورٹ میں یہ بتایا گیا ہے کہ ان الزامات کی جب تحقیق کی گئی تو اُن میں سے ۶۷۰۰ الزامات درست نکلے اور ۱۰۰۰ جھوٹے ثابت ہوئے۔ ۳۳۰۰ الزامات کے بارہ میں تحقیق کرنے کی اس لئے ضرورت پیش نہ آئی کہ ان میں ملوث پادری مرچکے تھے۔(The Nation London 18 feb 2004)

اجتماعی عبادتوں کے نظام میں تبدیلی

حال ہی میں چرچ آف انگلینڈ نے اجتماعی عبادتوں کے نظام میں ایک نمایاں تبدیلی کا اعلان کیا ہے۔چرچ کی انتظامیہ نے اتوار کے روز چرچ میں عبادت کے لئے آنے والوں کی تعداد میں کمی کو محسوس کر کے اس بات کا اعلان کر دیا ہے کہ آج کے دور میں چرچ میں عبادت کے لئے اتوار کا دن موزوں نہیں ہے۔ان کا خیال ہے کہ اتوار کے علاوہ بھی کسی اور دن عبادت کی جاسکتی ہے۔چرچ کی اعلیٰ انتظامیہ نے ویسٹ منسٹر میں ایک حالیہ منعقدہ میٹنگ میں غور وخوض کے بعد ایک رپورٹ پر عملدرآمد کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے جس کی رو سے اتوار کے علاوہ دوسرے دنوں میں مختلف طرز کی اجتماعی عبادات کی ترغیب دی گئی ہے اور کیفے گرجا گھر قائم کرنے کی تجویز کو سراہا ہے۔یہ اہم رپورٹ انگلستان کے میڈسٹون کے علاقہ کے بشپ ریورنڈ گراہم کرے (Rev.Graham Cray) کی سربراہی میں کام کرنے والی کمیٹی نے تیار کی ہے۔

اس اجلاس میں بعض پادریوں نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ بعض جگہوں پر وہ مِڈ وِیک میں ایسی اجتماعی عبادتوں کے انتظام پر مجبور ہو گئے ہیں کیونکہ عیسائیوں کی اکثریت اتوار کے دن چرچ میں عبادت کے لئے جانا پسند نہیں کرتی یا کسی مجبوری کے تحت وہ اتوار کو چرچ نہیں جاسکتے۔انہوں نے رپورٹ کی اس سفارش پر عمل کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے کہ اب چرچ کو روایتی نظام کی بجائے ایک مشن کے طرز پر چلانا ہوگا کیونکہ معاشرے میں جس قدر سیر وتفریح ،کھیل اور پکنک منانے کے مشاغل زیادہ رواج پکڑتے جائیں گے اسی قدر عیسائیت زوال پذیر ہوتی جائے گی۔

چونکہ یہ رپورٹ ایسے وقت میں سامنے آئی ہے جب ایک سروے کے مطابق ملک بھر میں اتوار کے دن چرچ میں عبادت کے لئے آنے والے بالغ افرد کی تعداد کم ہوتے ہوتے ۸ لاکھ ۳۵ ہزار تک پہنچ گئی ہے اس لئے اس بات کو محسوس کیا گیا کہ چرچ کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے نمایاں تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔چنانچہ فیصلہ کیا گیا کہ معاشرہ میں کلچرل تبدیلی کی بنا پر عیسائیوں اور روحانی سکون کے متلاشیوں کے لئے شراب خانوں ،یوتھ کلبوں اور کمیونٹی سنٹروں میں بھی خدا تعالیٰ کے بارہ میں معلومات فراہم کرنے کی حوصلہ افزائی کی جائے۔کمیٹی نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ کئی جگہوں پر پہلے سے ہی ایسا ہو رہا ہے۔اور اس کی وجہ یہی ہے کہ آج کے دور میں ہماری سوسائٹی میں اتوار کا دن چرچ ڈے نہیں رہا بلکہ وہ فیملی ڈے یا (DIY) ڈی آئی وائی ڈے یا سپورٹس کلب ڈے یا پھر اُسی کام کے لئے جسے لوگ اتوار کے دن کرنا پسند کرتے ہیں بن چکا ہے۔اگرچہ ابھی بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جو اتوار کے دن دیگر عیسائیوں سے ملنا پسند کرتے ہیں مگر ان کے لئے بھی باقاعدگی کے ساتھ ایسا کرنا مشکل نظر آرہا ہے۔

اس اجلاس میں کمیٹی کے اراکین کی توجہ لاطینی امریکہ میں رائج ایک قسم کی اجتماعی عبادت کی طرف بھی مبذول کرائی گئی جو ’’کیفے چرچز‘‘ ’’حق کے متلاشیوں کے لئے سروس‘‘ کے نام سے مشہور ہے۔یہ ایک سکیم ہے جس کے تحت چرچ اپنی عمارت کا کچھ حصہ کرائے پر کافی شاپ یا شراب خانہ کے لئے کچھ وقت کے لئے دیتا ہے اور وہاں موسیقی کے ساتھ عبادت بھی کی جاتی ہے چرچ کے موجودہ قانون کو بدل کر ان حصوں میں نائٹ کلبیں کھولنے کی بھی کوششیں ہو رہی ہیں۔

چرچ میں پادری عورتوں کی تقرری

ایک اور مسئلہ جو اس وقت انگلستان میں سلگ رہا ہے وہ پادری عورتوں کا ہے۔آج سے دس برس پہلے یہ تحریک چلی کہ عورتوں کو بھی پادری کے عہدہ پر تعینات کیا جائے اور سب سے پہلی عورت جُون اوسبورن (June Osborne) کی بطور پادری تقرری ہوئی تھی جس کے لئے Synod میں باقاعدہ رائے شماری کرائی گئی تھی اور اسے لندن کے ایسٹ اینڈ کے علاقہ میں تعیّنات کیا گیا تھا۔اب وہ ترقی کر کے ایسے مقام پر پہنچ چکی ہے اور ایسی شہرت حاصل کر چکی ہے کہ اس کا نام پہلی بشپ عورت کے طور پر لیا جا رہا ہے۔وہ آج بھی چرچ کے ان لیڈروں کو جو عورتوں کو پادری بنانے کے خلاف ہیں قائل کرنے کے لئے بڑے زور وشور سے سرگرم عمل ہے۔جُون اوسبورن نے اس بات کا بھی دعویٰ کیا ہے کہ اس وقت جب کہ چرچ آف انگلینڈ کے دیگر گرجا گھروں میں عبادت کرنے والوں کی تعداد میں کمی واقع ہو رہی ہے اُس کے تحت ۴۲ گرجا گھروں میں اس تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔اس نے اپنے ان خیالات کا بھی اظہار کیا ہے کہ وہ ایسی عبادتوں میں موسیقی پر زیادہ خرچ کرنے کی حامی ہے۔ہم جنس پرستی کے بارہ میں بھی اس نے ان خیالات کا اظہار کیا ہے کہ چرچ کو ہم جنس پرستوں کے ساتھ فراخ دلی اور رواداری سے پیش آنا چاہئے۔

عورتوں کی بطور بشپ تقرری

جہاں آج سے دس سال قبل یہ بحث شروع ہوئی تھی کہ عورتوں کو پادری بنانا چاہئے یا نہیں وہاں آج یہ بات زیر بحث ہے کہ عورتوں کو بشپ کے عہدہ پر فائز کرنا چرچ کے لئے جائز ہے یا نہیں۔کیونکہ عورتوں کو بشپ کے عہدہ پر رکھنے کے لئے پہلے چرچ کے Canon Law کو تبدیل کرنا ہوگا۔

ایک اور پادری عورت ریورنڈ Susan Restall کا کہنا ہے کہ یہ کام بہت مشکل ہے کیونکہ مثال کے طور پر ابھی تک برمنگھم کے ۵۰ فیصد چرچ پادری عورتوں کے حق میں نہیں ہیں۔وہ لوگ اب بھی یہ دلیل دیتے ہیں کہ بائبل کے مطابق چرچ کا لیڈر صرف مرد ہی ہوسکتا ہے۔عورت اس کام کی اہلیت نہیں رکھتی۔بشپ آف FULHAM لندن ریورنڈ جان بروڈ ہرسٹ Broad Hurst بھی پادری عورتوں کی تقرری کے خلاف ہے۔وہ اسے عیسائیت کی تعلیم کے خلاف قرار دیتا ہے۔اس کے خیال میں ان دو دھڑوں میں بٹنے کے باوجود چرچ اپنے راستہ پر گامزن رہ سکتا ہے لیکن اگر بشپ عورتوں کی تقرری کی اجازت دے دی گئی تو چرچ کا موجودہ سیٹ اپ برقرار نہیں رہ سکتا۔اس سے ایک اور فرقہ جنم لے گا گو وہ چرچ آف انگلینڈ کا حصہ ہی سمجھا جائے گا۔

❁❁❁❁❁

غزل

سیاہ رات میں سورج ابھرنے والے ہیں
دلوں کے جام دعاؤں سے بھرنے والے ہیں
ہمارے عشق کو نسبت چناب سے ہے ضرور
یہ اور بات کہ ہم پار اترنے والے ہیں
انہیں مریخ پہ پانی دکھائی دیتا رہے
ہم اس زمین کو آباد کرنے والے ہیں
گلہ نہیں ہے کوئی اپنے کم سخن سے ہمیں
کہ ہم تو ان کے اشاروں پہ مرنے والے ہیں
تو کیا ہوا جو مظالم گزر گئے حد سے
کہ ہم بھی عشق میں حد سے گزرنے والے ہیں
محبتوں میں نئی روح پھونک جائیں گے
دلوں پہ اب کے جو موسم گزرنے والے ہیں
اس ایک سادہ سی بستی کی یاد کیسے جائے
ہم اس کی خاک میں مل کر نکھرنے والے ہیں
’’کچھ اور چاہئے وسعت مرے بیاں کے لئے‘‘
خلاؤں میں مرے نغمے بکھرنے والے ہیں
جنوں میں شام وسحر بھول جانے والے لوگ
گلوں کے رنگ ہواؤں میں بھرنے والے ہیں

(آصف محمود باسط)

BELA BOUTIQUE

ہر موسم اور موقع کے لئے زنانہ ملبوسات ،فینسی سینڈلز،
مردانہ سوٹ ، اچکن، پرنس سوٹ اور کھلا کپڑا
اس کے علاوہ کپڑوں کی سلائی اور مرمت Anderung کا مکمل انتظام ہے

Kaiser Str. 64 (Kaiserpassage-Laden 31-33) 60329 Frankfurt (Germany)

Tel: 069-24279400 - e:mail- BELAboutique@aol.com

مغربی امریکہ کے ۱۸ ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

محمد اسمعیل منیر ۔ امریکہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مغربی امریکہ کی جماعتوں کا جلسہ سالانہ پہلی مرتبہ Silicone Valley کی جماعت کے زیر اہتمام نہایت کامیابی سے گرین ویلی ہاؤس ، سان ھوزے (San Jose) کے آڈیٹوریم اور جمنازیم میں ہوا۔ جلسہ سالانہ کے تینوں دن ۲۶ تا ۲۸ دسمبر کے پروگرام ایم ٹی اے نے پہلی مرتبہ Live نشر کئے ۔الحمدللہ۔

امریکہ کے انتہائی مغرب میں بحرالکاہل کے ساتھ ساتھ کیلیفورنیا سٹیٹ ہے جس کے جنوب میں امریکہ کی آبادی کے لحاظ سے بڑا شہر Los Angeles ہے جس میں جماعت احمدیہ نے بڑی خوبصورت مسجد بیت الحمید بنائی ہے جس میں ہمارا جلسہ سالانہ ۱۷ سالوں سے ہوتا آیا ہے۔ شمال کی طرف سان فرانسسکو امریکہ کا گیارھواں بڑا شہر ہے جس سے جنوب کی طرف ملحقہ وادی کو سیلکون ویلی (Silicon Valley) کہتے ہیں جس کا ایک اہم شہر سان ہوزے (San Jose) امریکہ کا چودھواں بڑا شہر ہے ۔اسی شہر کی ایک پہاڑی پر حکومت نے گزشتہ سال گرین ویلی سکول تعمیر کیا ہے جس سے شہر کا نظارہ بہت ہی خوبصورت نظر آتا ہے۔ ہماری خوش قسمتی کہ اس سکول میں پہلا پبلک فنکشن ہمارا جلسہ سالانہ ہوا اور حاضرین کی دعاؤں کا مرجع یہ سکول بنا رہا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے ۔آمین۔

۱۹۷۰ء میں سان ہوزے اور اس کے اردگرد چند چھوٹے شہروں میں کمپیوٹر بننے شروع ہوئے جس کے چپس سیلیکون سے بنتے ہیں اس لئے اس ویلی کا نام سیلیکون ویلی پڑ گیا۔ کمپیوٹر کی صنعت کی وجہ سے دنیا کا امیر ترین علاقہ یہی ہے۔ امریکہ کی پچاس سٹیٹس میں سب سے زیادہ آبادی والی کیلیفورنیا سٹیٹ ہے جس کی آبادی تین کروڑ سے بھی تجاوز کر گئی ہے اور مزید یہ خصوصیت کہ اس میں یورپین سے زیادہ افریقن ،میکسیکن اور ایشین آباد ہیں۔ جن کی اپنی زبانیں جاپانی ،چینی ،کورین ، ویٹنامی ، سپینش ، ہندی ، گورمکھی ، تامل ، فلپانی ، عربی ، فارسی اور اردو بولی جاتی ہیں اور ان زبانوں میں ان کے اخبار و رسائل بھی نکلتے ہیں۔ اس کا کل رقبہ ۶۳۷۰۷ مربع میل ہے اور اس لحاظ سے یہ ملک کی تیسری بڑی سٹیٹ ہے۔ ملک کا سب سے اونچا پہاڑ Whitney ۱۴۴۹۴ فٹ بلند اسی میں ہے۔ اس میں Yosenite کی آبشاریں بھی امریکہ کی سب سے اونچی آبشاریں ہیں جن کے خوبصورت نظارے دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ دنیا کا بڑا درخت Redwood ۳۰۰ فٹ بلند وبالا یہاں موجود ہے۔ اور Pines کے چار ہزار سال پرانے درخت بھی یہاں ملتے ہیں۔ امریکہ کی سب سے گہری وادی Death Valley سمندر کی سطح سے ۲۸۲ فٹ نیچے اسی میں ہے۔ گویا کیلیفورنیا عجائبات کا مجموعہ ہے۔

سپینش لوگ یہاں ۱۷۶۹ء میں پہنچے جن سے اسے Mexicans نے ۱۸۲۱ء میں ہتھیا لیا اور ان سے لڑائی کے بعد ۱۸۴۸ء میں امریکہ نے قبضہ کر لیا اور جلد ہی امریکہ کی باقاعدہ ریاست بنا لیا گیا۔ ۱۸۴۹ء میں اس کے شمالی پہاڑوں پر سونا دریافت ہوا جس کی خاطر ہزاروں لوگ فرانسسکو میں اکٹھے ہو گئے اور مہاجرین نے سونے سے خوب استفادہ کیا جس سے یہ شہر بہت بڑا اور خوبصورت ہو گیا۔ اب ان پہاڑوں میں سونا تو ختم ہو گیا ہے تاہم اس کی یاد میں سان فرانسسکو کے دو حصوں کو ملانے والا شاندار گولڈن گیٹ پل (Golden Gate Bridge) بنا ہوا ہے جس کو دیکھنے کے لئے لوگ دور دور سے آتے ہیں ۔سٹیٹ کے جنوب میں لاس اینجلیز کا شہر آباد ہے جو آبادی کے لحاظ سے نیویارک کے بعد دوسرے نمبر پر آتا ہے۔ یہاں جماعت احمدیہ کی نہایت ہی خوبصورت مسجد ''بیت الحمید'' ہے جہاں اس علاقہ کا جلسہ سالانہ پچھلے سترہ سال سے ہوتا چلا آیا ہے ۔ کیتھولکس نے بھی سمندر کے ساتھ ساتھ ۲۱ مشن بنا رکھے ہیں تا اس علاقہ کے لوگوں کو عیسائیت کا بپتسمہ دے سکیں مگر وہ اس میں کما حقہ کامیاب نہیں ہو سکے۔

(امریکن ہسٹری)

اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو ۱۱ جنوری ۱۹۹۰ء کو رؤیا میں خوشخبری دی جو آپ نے ۱۲ جنوری کے خطبہ جمعہ میں مسجد فضل لندن میں دوستوں کو سنائی (یہ رؤیا ۱۵ فروری ۱۹۹۰ء کے الفضل ربوہ میں شائع شدہ ہے)۔ مختصراً یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو امریکن لوگوں کے اسلام قبول کرنے کی جو بشارتیں دی تھیں ان کی اس رؤیا کے ذریعہ ۱۰۰ سال بعد یاددہانی کروائی گئی ہے کہ اس ریاست کیلی فورنیا کے لوگ بکثرت احمدیت میں شامل ہوں گے جس کی داغ بیل امسال جلسہ سالانہ کے ذریعہ ڈالی گئی ہے۔

جلسہ میں شامل ہونے والے اس علاقہ کے اہم غیر مسلم عہدیداروں نے اپنی تقاریر میں یہ اظہار کیا کہ وہ جماعت احمدیہ کے بارہ میں مزید معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں ۔تا باہمی تعلقات بڑھیں۔

جلسے کہ دوسرے دن ہفتہ کی شام کو ایک خصوصی اجلاس ہوا جس کے لئے بہت عمدہ خوبصورت دعوت نامے طبع کروا کر سینکڑوں لوگوں کو بھجوائے گئے ۔ یہ اجلاس محترم ڈاکٹر احسان اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ امریکہ کی زیر صدارت تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔ تلاوت کے بعد مکرمی محمد احمد صاحب ناظم تعلقات عامہ نے شامل ہونے والے چیدہ چیدہ مہمانوں کا تعارف کروایا اور چند ایک کو اظہار خیال کی دعوت جس میں سان ہوزنے شہر کے عمائدین (سفید فام عیسائیوں) نے جماعت احمدیہ کے اس جلسہ میں شامل ہونے پر خوشی کا اظہار کیا اور حاضرین کو جو دور دور کی جماعتوں سے آئے ہوئے تھے اپنے شہر میں آنے پر خوش آمدید کہا۔ پھر انہی میں سے ایک نے ہمارے امیر صاحب محترم کا تفصیلی تعارف پیش کر کے انہیں تقریر کی دعوت دی جس پر مکرم امیر صاحب نے سب حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور جماعت احمدیہ کا مختصر تعارف پیش کیا اور جماعت کے پروگراموں سے آگاہ کیا کہ کس طرح جماعت احمدیہ انسانیت کی خدمت بجا لا رہی ہے اور قیام امن کے لئے کوشاں ہے۔

اس کے بعد سب احباب نے آپس میں مل جل کر کھانا کھایا۔

جلسہ کا پروگرام ۲۶ دسمبر نماز جمعہ کے بعد شروع ہوا جس سے قبل خطبہ جمعہ میں ہمارے علاقہ کے مربی مکرم ارشاد احمد صاحب ملہی نے پیارے آقا ﷺ کے اسوہ حسنہ کی پیروی کرنے کی تلقین فرمائی۔

جلسہ کا پہلا سیشن مکرم امیر صاحب کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم امیر صاحب نے ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآن﴾ کی روشنی میں قرآن مجید کی عظمت اور اہمیت بیان فرمائی۔ اور حاضرین کو اس کی عملی تصویر بننے کی تلقین کی۔

افتتاحی خطاب کے بعد ہمارے ایفرو امریکن مربی سلسلہ مکرم اظہر حنیف صاحب نے ''خلافت اور مسلمانوں کی حالت'' کے موضوع پر تقریر کی ۔دوسرے مقرر عزیزم امجد خان صاحب مولانا عبدالمالک خان صاحب کے پوتے تھے جن کی تلاوت کی آواز سن کر ان کے دادا جان یاد آ گئے ۔انہوں نے نہایت عمدگی کے ساتھ چند طریق بیان فرمائے جن پر عمل کر کے احمدی مسلمان امریکی ماحول میں کامیاب زندگی گزار سکتے ہیں۔ انہوں نے ﴿کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْن﴾ پر زور دیتے ہوئے MTA کے آسمانی تحفہ کی نشریات سے فائدہ اٹھانے کی تلقین کی۔ کہ اس طرح ہم حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے بھی شکر گزار بن سکیں گے جن کی انتھک محنت اور ہمت سے ہمیں یہ نعمت نصیب ہوئی جو دنیا کی کسی اور مذہبی جماعت کو نصیب نہیں۔ آج کی تیسری اور آخری تقریر ہمارے بھائی محبوب عالم علی صاحب کی تھی جس میں انہوں نے ہماری معاشرتی برائیوں کو دور کرنے کے لئے اسلامی طریق بیان فرمائے۔ اس کے بعد نماز مغرب وعشاء باجماعت ادا کی گئیں۔

دوسرا دن

دوسرے دن کا آغاز باجماعت نماز تہجد سے ہوا۔ جلسہ کا دوسرا سیشن ہفتہ کی صبح دس بجے مکرم جلال الدین احمد صاحب صدر جماعت لاس اینجلیز غربی کی صدارت میں ہوا۔ اسی وقت مستورات کا الگ اجلاس ہوا جس کی صدارت مکرم امیر صاحب کی بیگم محترمہ قانتہ ظفر صاحبہ نے کی ۔تلاوت و نظم کے بعد مہمانوں کے لئے استقبالیہ ایڈریس پڑھا گیا۔

مردوں کے اجلاس میں پہلی تقریر مکرم آفتاب جمیل صاحب نے ''اسلام کا اقتصادی نظام'' کے موضوع پر کی ۔ دوسری تقریر امریکہ کے سیکرٹری سمعی بصری مکرم ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب نے کی جس میں آپ نے ایم ٹی اے کی حسن کارکردگی کا ذکر فرمایا۔ تیسری تقریر ہمارے سفید فام امریکی بھائی رچرڈ رینو صاحب نے ''مسئلہ نبوت'' پر کی ۔ چوتھی تقریر ایم علی صاحب نے کی جس میں انہوں نے ''۱۱ ستمبر کے واقعہ کے بعد ایک احمدی کا کردار'' کے موضوع پر کی۔

دوسرا اجلاس:

چار بجے دوسرا اجلاس مکرم امیر صاحب کی صدارت میں شروع ہوا۔ جس میں تلاوت و نظم کے بعد برادرم رفیع احمد صاحب نے ''اسلام اور عالمی انسانی حقوق اور آج کے مسلمانوں کی حالت'' پر فرمائی ۔ پھر ہمارے نیشنل سیکرٹری تبلیغ مکرم علی مرتضٰی صاحب نے ''اسلام کا پیغام رنگ ونسل سے بالا ہے'' کے موضوع پر تقریر کی۔

نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی کے بعد واقفین نو کا اجلاس ہوا اور نمائش وغیرہ دیکھنے کا وقت تھا جس کا انتظام ہمارے انڈونیشین بھائی کماری صاحب نے ایک بڑے ہال میں کیا تھا۔ اسلام اور احمدیت کی تعلیمات تصاویر کے ذریعہ نمایاں کی گئی تھیں۔

تیسرا دن

تیسرے دن کا آغاز بھی نماز تہجد سے ہوا۔

جلسہ کا آخری اجلاس مکرم امیر صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ ''شادی کی کامیابی کا راز'' کے موضوع پر مکرم مولانا ارشاد ملہی صاحب نے تقریر کی ۔مکرم ڈاکٹر کلیم اللہ صاحب نے ''شراب اور دیگر نشہ آور چیزوں کے نقصانات'' گنوائے اور اس بارہ میں اسلامی تعلیم کی وضاحت فرمائی۔ تیسری تقریر مکرم مولانا انعام الحق کوثر صاحب کی تھی جنہوں نے ''ذکر حبیب'' کے موضوع پر تقریر فرمائی اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے دلچسپ واقعات بیان فرمائے۔

آخر میں سیلیکون ویلی جماعت کے صدر مکرم وسیم ملک صاحب جو جلسہ کے ناظم اعلیٰ تھے جلسہ کو کامیاب بنانے والے دوستوں کے نام لے کر ان کا شکریہ ادا کیا اور ان کے لئے دعا کی درخواست کی ۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق امسال وفات پانے والے احباب جن کا تعلق اس جماعت سے تھا ان کے لئے بھی دعا کی درخواست کی۔

محترم امیر صاحب نے اپنے صدارتی ریمارکس میں جماعت احمدیہ سیلیکون ویلی کی ہمت کی داد دی جنہوں نے پہلی مرتبہ اس جلسہ کا انتہائی کامیاب انتظام کیا۔ اجتماعی دعا کے بعد یہ جلسہ اپنے اختتام کو پہنچا۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

اندھیرے سے روشنی کا سفر

(رانا منظور حسین۔ نارتھ ویلز)

جماعت احمدیہ میں شمولیت سے قبل اور بعد کے حالات و واقعات سے پہلے کچھ اپنے متعلق لکھتا ہوں ۔پارٹیشن سے قبل رہائش شاہکوٹ مرثیاں ضلع جالندھر،راجپوت خاندان سے تعلق ،عقیدہ کے لحاظ سے مسلک اہلسنت سلسلہ قادری چشتی۔ پاکستان آنے کے بعد جھنگ صدر میں رہائش اختیار کی ۔ موجودہ رہائش نارتھ ویلز میں ہے۔

جھنگ صدر میں سنّی ،شیعہ، وہابی ،اہلحدیث اور اسماعیلی فرقہ کے لوگ آباد ہیں جس کی وجہ سے یہ شہر مذہبی منافرت کی آماجگاہ بنا ہوا ہے۔بلوغت کی عمر کے بعد جب شعور بیدار ہوا تو مختلف مسالک کے مسلمانوں کے درمیان اختلاف دیکھ اور سن کر بیحد حیرانی اور تشویش لاحق ہوئی ۔ایک ہی نبی اور ایک ہی قرآن اور ایک ہی کلمہ پر ایمان رکھنے والوں کے درمیان اس قدر اختلاف کہ ایک دوسرے پر گند اچھالنے اور کفر کے فتوے صادر کرنے میں کوئی باک نہیں؟اس تکلیف دہ کیفیت سے نجات حاصل کرنے کے لئے میں نے تلاش حق کی خاطر اندھیرے سے روشنی کا یہ سفر شروع کیا۔

میرے آباء اجداد ہندوؤں سے مسلمان ہوئے تھے۔جس کی وجہ سے عقیدہ و مسلک سنّی تھا اور ہندوستان میں اولیاء کرام کی تبلیغ سے اسلام میں داخل ہوئے جس کی وجہ سے ان میں پیر پرستی ، بزرگوں کی درگاہوں پر سجدہ کرنا اور حاجات طلبی ،عرس ،قوالی سننا، ختم ، چڑھاوے ،تعویذ گنڈے ، گیارھویں ،قل خوانی ، نواں ، چالیسواں اور اولاد کے حصول کی خاطر پیروں سے تعویذ اور چھلہ بندھوانا وغیرہ عین مسلمانی تصور کیا جاتا تھا۔اصولی طور پر میں نے سب سے پہلے اپنے آباءاجداد اور خاندان کے مسلک کے بارہ میں قرآن و حدیث کی روشنی میں تحقیق کی تو یہی ثابت ہوا کہ نماز ،روزہ ، حج ،قرآن اور کلمہ کی حد تک تو عمل درست ہے مگر باقی تمام رسومات قرآن و سنّت کے برعکس ہیں ۔جن کی کوئی سند قرآن اور سنّت رسول ﷺ سے نہیں ملتی۔لہٰذا ان تمام بد رسومات اور شرک سے اختیار کرتے ہوئے والدین اور خاندان کے چیدہ چیدہ بزرگوں اور ہم عمر نوجوانوں کو دلائل اور حکمت سے آگاہ کیا ۔چونکہ اہلحدیث علماء سنّی مسلک میں رائج بد رسومات اور بدعات کے خلاف مساجد اور جلسوں میں تقاریر کرتے رہتے تھے اس وجہ سے میں نے اس سفر میں اہلحدیث علماء سے وقتاً فوقتاً مختلف مسائل پر آگاہی حاصل کرنے کی طرف توجہ دی اور ساتھ ہی شیعہ علماء سے بھی استفادہ کرنے کی کوشش کی ۔دل میں ایک تڑپ تھی کہ مقامی علماء کے علاوہ جس قدر ممکن ہو سکے مختلف مکاتب فکر کے جیّد علماء سے مل کر اس گتھی کو سلجھایا جائے ۔اس سلسلہ میں وقتاً فوقتاً متعدد علماء کرام سے مختلف مسائل پر گفتگو کرنے کے مواقع میسر آئے ۔مولانا احتشام الحق تھانوی صاحب ،سید عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب ،مولانا محمد علی جالندھری صاحب ،حافظ کفایت حسین صاحب ،مولانا ابواعلیٰ مودودی صاحب، مولانا احمد علی صاحب لاہوری اور مولانا اجمل قادری صاحب قابل ذکر ہیں ۔باوجود اس جہد مسلسل کے قلب کو اطمینان نصیب نہ ہوا۔کسی کے ہاں صحابہ کرام کے خلاف بدزبانی تو کسی کے ہاں اولیائے کرام کے متعلق نازیبا زبان درازی ،ممبر رسولؐ پر بیٹھ کر غلیظ زبان استعمال کرنا اور ایک دوسرے کے خلاف دیدہ دلیری سے گندی گالیاں بکنا عام تھا۔شیریں اور پر حکمت تقاریر تو کہیں بھی کانوں کو سننا نصیب نہیں ہوئیں۔تحقیق وجستجو کی کیفیت سے گزرتے ہوئے ،نماز اور دعاؤں کی توفیق ملتی رہی ۔چونکہ والدمحترم حاجی فقیر محمد صاحب مرحوم نمازی اور تہجد گزار تھے ان کو بھی دعا کی درخواست کرتا رہا۔والد صاحب ہمیشہ یہی فرماتے کہ میں تو تمہارے لئے درددل سے دعائیں کر رہا ہوں مگر تم اولیائے کرام کے مزاروں پر جا کر اس بے چینی کے بارہ میں دعائیں کرو ۔گیارھویں شریف کا ختم باقاعدگی سے دلواؤ کیونکہ شیخ عبدالقادر جیلانی نے تو بارہ سال بعد ایک مائی کی درخواست قبول کرتے ہوئے اُس کے بیٹے کی پوری بارات ڈوبی ہوئی زندہ کر کے دکھائی تھی۔

میری کیفیت اور حال یہ تھا کہ جیسے پو پھٹنے سے قبل گُھپ اندھیرا چھایا ہوا ہوتا ہے اور کچھ سجھائی نہیں دیتا۔اللہ پاک کے حضور نماز میں بلک بلک کر دعائیں کرتے ہوئے شب و روز گزرتے رہے اور بالآخر ۵۷-۱۹۵۶ء کی بات ہے کہ میں اپنے کسی ضروری کام کے لئے رحیم یار خان گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ زبردستی دوکانیں بند کروائی جا رہی ہیں ۔جلوس کی قیادت علماء کرام کر رہے ہیں اور نعرہ بازی کی جاری ہے قریب ہو کر معلوم ہوا کہ ''مرزائی'' سیرۃ النبی ﷺ پر جلسہ منعقد کرنا چاہتے ہیں اور مجلس ختم نبوت احرار پارٹی اور مقامی مولوی صاحبان احتجاجاً جلوس نکال کر اور ہڑتال کر کے شہر کو بند کرایا جا رہا ہے۔دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کیوں نہ اُن علماء اور احباب سے ملا جائے جو سیرۃ النبی ﷺ پر جلسہ منعقد کرنا چاہتے ہیں ۔اشتہار پر درج ایڈریس دیکھ کر میں ایک ہوٹل پہنچا جو غالباً جماعت احمدیہ کے کسی دوست کی ملکیت تھا۔باہر دروازہ پر تعینات خدام نے مجھے اندر داخل ہونے سے منع کیا۔تعارف اور ضرورت ملاقات کے بارہ انہیں جب آگاہ کیا تو کچھ تھوڑی انتظار کرنے کے لئے اندر بیٹھنے کا کہہ کر ایک دوست مجھے اپنے ساتھ لیکر ایک ہال میں داخل ہوا ۔جہاں پندرہ بیس احباب تشریف فرما تھے ۔خاکسار نے تھوڑی بلند آواز سے السلام علیکم کہا تو ہال میں موجود بیٹھے ہر دوست کے منہ سے بیک وقت وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ میرے کانوں نے سنا اور ایک بزرگ جو شیروانی اور سفید پگڑی پہنے ہوئے تھے جن کی سفید داڑھی ، چہرہ نورانی تھا۔مجھے اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ آپ یہاں میرے پاس تشریف لے آئیں ۔میں دبے پاؤں ان کی طرف بڑھا وہ اس وقت تک اپنی کرسی کے پاس کھڑے تھے میری طرف ہاتھ بڑھایا۔دوبارہ السلام علیکم کہا اور اپنا تعارف کرواتے ہوئے جلال الدین شمس کے الفاظ مسکراتے ہوئے چہرہ سے ادا کئے اور اپنے ساتھ والی کرسی کی طرف اشارہ فرمایا!تشریف رکھیں ۔اس محفل میں تمام احباب خوش پوش اور بااخلاق نظر آئے ۔میں اس ماحول اور مولانا جلال الدین شمس صاحب کی نورانی صورت سے اس قدر متاثر ہوا کہ مجھے لب کشائی کے لئے موزوں الفاظ ادا کرنے میں حجاب محسوس ہو رہا تھا۔مولانا جلال الدین شمس صاحب نے اس سکوت کو توڑتے ہوئے فرمایا کہ گو ہم اس وقت ایک نازک مسئلہ پر سوچ بچار میں مصروف تھے مگر آپ کی شدید خواہش کے پیش نظر وقت نکالنے پر مجبور ہونا پڑا ۔فرمایئے!خاکسار نے اپنی تحقیق و جستجو کے بارہ میں مختصر عرض کیا۔آپ نے تبسم فرماتے ہوئے نہایت ہی جامع مگر چند فقروں میں جماعت احمدیہ اور حضرت مسیح موعودؑ مہدی آخرالزمان کے بارہ میں ارشاد فرمایا۔اور جھنگ میں رہائش ہونے کے ناطہ سے ربوہ آنے کی دعوت دی تا کہ تفصیلی طور پر مسائل پر گفتگو ہو سکے۔اور ملاقاتوں کا یہ سلسلہ جاری رکھا جا سکے ۔چونکہ ظہر کی نماز کا وقت ہو چکا تھا مولانا دوست محمد شاہد صاحب نے فرمایا کہ آپ اگر مناسب سمجھیں تو نماز کی ادائیگی کے لئے یہاں مزید رُک سکتے ہیں ۔اذان ہوئی۔میں نے غور سے سنی ۔وہی الفاظ دہرائے گئے جو میں نے بچپن سے لے کر تا ایں دم سنے ہوئے تھے۔وضوء کے لئے میں بھی اُٹھا اور دوست بھی وضوء کے لئے گئے ۔ہر شخص نے سنّتیں ادا کیں ۔نماز کے لئے امامت مولانا جلال الدین شمس صاحب نے کرائی ۔نماز کی ادائیگی میں بھی کوئی فرق نظر نہ آیا مگر سجدہ میں دعائیں کرتے ہوئے سسکیوں کی آواز ہال میں گونج رہی تھی ۔اس قسم کی نماز میں نے اپنی زندگی میں پہلی بار دیکھی سنی۔ایسے محسوس ہوا کہ نماز میں ہر فرد رو رو کر اللہ پاک کے حضور سجدہ ریز حالت میں عرش الٰہی کو ہلا رہا ہے شیعہ مسلک کی مجالس میں ذاکر صاحبان مصائب اہلبیت بیان کر کے جو کیفیت پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔اُس کا رنگ و کیفیت اور نماز اور سجدہ کی حالت میں مسنون دعائیں اور سسکیاں لیتے ہوئے اللہ پاک کی درگاہ میں گریہ و زاری کرتے ہوئے مدد چاہنے میں بعد المشرقین صاف اور واضح مجھے نظر آیا۔ایسے محسوس ہوا کہ میں اندھیرے سے روشنی کا افق ابھرتا ہوا دیکھ رہا ہوں ۔نماز سے فارغ ہو کر اجازت طلب کی اور اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔

دنیا داری میں جکڑے ہوئے آج کے انسان کے لئے دین کے لئے وقت نکالنا اس قدر محال اور مشکل ہے جیسے زندگی میں موت کو چاہنا ۔چونکہ میں ابھی تحقیق و جستجوءِ حق کے سفر میں رواں دواں تھا اور دنیا داری کے لحاظ سے بھی میں ابھی تک دین کو دنیا پر مقدم نہیں کر پایا تھا۔اس وجہ سے وقت گزرتا رہا، دن مہینوں اور مہینے سالوں میں بدلتے رہے ۔مختلف اوقات میں مقامی جماعت کے بزرگوں سے اور ربوہ جا کر دینی مسائل کے بارہ آگاہی حاصل کرنے کے مواقع نصیب ہوتے رہے۔

حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب ،مولانا دوست محمد شاہد صاحب کے علاوہ ان کے توسط سے حضرت مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری ،حضرت مولانا قاضی محمد نذیر صاحب لائیلپوری جیسے پاک وجودوں سے دینی مسائل کے بارہ استفادہ کرنے میں بیحد روح کو تسکین حاصل ہوتی رہی۔

ایک موقع پر خاکسار دارالضیافت میں ٹھہرا ہوا تھا اور شیخوپورہ سے مولوی صاحبان بھی امیر صاحب شیخوپورہ کے ساتھ سوال و جواب کی غرض سے تشریف لائے ہوئے تھے۔یہ سوال و جواب کی مجلس دارالضیافت میں منعقد ہوئی ۔میاں طاہر احمد صاحب (جو ابھی خلافت کے منصب پر متمکن نہیں ہوئے تھے) نے ان مولوی صاحبان کے سوالوں کے تبسّم فرماتے ہوئے جوابات ارشاد فرمائے جو میرے لئے بھی رُشد و ہدایت کا موجب بنے ۔الحمدللہ اس طرح جو غبار اور دھند دل و دماغ پر اٹی ہوئی تھی کافی حد تک روشنی میں تبدیل ہوتی چلی گئی۔حضرت مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری بیحد محبت و شفقت فرماتے اور جالندھر کے باسی ہونے کے ناطہ سے اپنا قیمتی وقت میرے لئے نکال کر میرے دل و دماغ میں رچے بسے شرک و بدعت کے زنگ کو اپنے علم و نور فراست سے دھوتے تھے ۔حضرت مولانا قاضی محمد نذیر صاحب کی خدمت میں جب حاضر ہوتا تو آپ قرآن و سنّت اور احادیث کی روشنی میں مسائل کو کچھ اس طرح بیان فرماتے جس سے دماغ میں چھپے تمام اوہام روئی کی گالوں کی طرح اُڑ جاتے اور قلب میں حق الیقین کی کیفیت طاری ہو جاتی ۔باوجود مناسب تسلّی و تشفّی حاصل ہونے کے بیعت کرنے کی جرأت اس وجہ سے نہ ہو پائی کیونکہ ماحول میں جماعت احمدیہ کے خلاف مولوی صاحبان کا زہریلا اور مخالفانہ پراپیگنڈہ اور مساجد اور پبلک جلسوں میں کھلے عام اس قدر شدید رنگ اختیار کئے ہوئے تھا۔ملک بھر کے شہروں ، دیہاتوں کے در و دیوار پر پوسٹر اور سائن بورڈ انتہائی غلیظ اور ہتک آمیز تحریروں سے اَٹے پڑے تھے ۔نیک فطرت انسان اس ماحول سے تنگ ہی نہیں تھے بلکہ خوف سے اپنے ضمیر کی آواز دبائے ہوئے چپ سادھے بیٹھے تھے ۔آئے دن اخبارات میں شہ سرخیوں کیساتھ جماعت کے خلاف نفرت اور حقارت

ربوہ اور پاکستان کے کسی بھی شہر میں رقم کی فوری ادائیگی کے لئے

ہم آپ کو بہترین نرخ اور اچھی خدمت کی ضمانت دیتے ہیں۔

NEXUS MONEY EXCHANGE

363- HIGH ROAD ILFOAD LONDON, IG1 1TF

Tel: 020 8478 2622 Fax:020 8553 5917

Contact: *AFTAB CHOUDHURY*

کے مضامین پڑھ کرعوام کا ردعمل بھیانک صورت اختیار کر چکا تھا۔خاکسار اپنے خاندان کی طرف سے مخالفت اور گرد و پیش کے حالات کی وجہ سے سہما ہوا تھا۔ وقت گزرتا رہا اور آخر کار وزیر اعظم پاکستان ذولفقار علی بھٹو صاحب نے ۱۹۷۴ء میں جماعت احمد یہ کوغیر مسلم قرار دیتے ہوئے ریڈیواور ٹیلی ویژن پر اس ۹۰ سالہ مسئلہ حل کرنے کا اعلان کر دیا۔مولوی صاحبان نے عوام الناس میں تاثر دیا کہ مرزائیوں کوقتل کرنا، جائیدادیں لوٹنا نیکی اور کارثواب ہے۔میرے دل ودماغ میں جماعت کی صداقت کی روشنی تو عیاں ہو ہی چکی تھی جس کے پیش نظر میرے ضمیر میں یہ سوال ابھرا کہ اگر پاکستان کے علماء اور بھٹو صاحب نے یہ فیصلہ حق پر مبنی کیا ہےتواس کا بھٹوصاحب کواللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام واکرام سے نوازا جائیگا اور اگر بھٹو صاحب نے مولوی صاحبان کے دباؤ میں آکر ان کی خوشنودی اور سیاسی منفعت کے لئے ایسا کیا ہے تو اللہ تعالیٰ جو دلوں کے بھید خوب جانتا ہے یہ شخص اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچ نہیں سکے گا اور خدا کی درگاہ میں سزاوار ٹھہرے گا۔

۱۹۷۷ء میں انتخابات ہوئے۔بھٹو صاحب کی انتخابی دھاندلی کے خلاف تحریک چلی۔بھٹو صاحب نے اس تحریک کو دبانے کے لئے تمام جائز و ناجائز ہتھکنڈے استعمال کئے اور اعلان کیا کہ نہ میں کمزور ہوں نہ میری وزیر اعظم کی کرسی کمزور ہے۔میرا کوئی بال بھی بیکا نہیں کرسکتا وغیرہ وغیرہ۔اس کے بعد بھٹو صاحب بظاہر ایک قتل کے کیس میں گرفتار ہوئے مگر حقیقتاً یہ اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت کے خلاف فیصلہ (جس کی کتاب وسنت میں قطعاً اجازت نہیں ہے) پر خدائی پکڑ ثابت ہوئی۔مقدمہ چلا۔ہر طرح سے بھٹو صاحب کو صفائی کا موقعہ دیا گیا۔وسائل کے لحاظ سے بھی ان کے پاس کوئی کمی نہیں تھی۔وکلاء کی ایک جماعت اس کیس کی پیروی کر رہی تھی۔لاہور ہائی کورٹ میں جسٹس مشتاق احمد خاں کی عدالت نے اپنے فیصلہ میں سزائے موت کا حکم سنایا اور یہ بھی لکھا کہ یہ شخص صرف نام کا مسلمان ہے۔سپریم کورٹ میں اپیل ہوئی مگر ہائی کورٹ کا فیصلہ بحال رہا۔رحم کی اپیل کی گئی۔متعدد مسلمان اور غیر مسلمان حکومتوں کے سربراہان نے سزائے موت معطل کرنے کی اپیلیں کیں جورد کردی گئیں۔

۴/اپریل ۱۹۷۹ء کے روز بھٹو صاحب غضب الٰہی کے تحت تختہ دار پر لٹکا دئے گئے۔بقول راجہ نذیر احمد صاحب۔ ؎

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street

London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005

Fax: 020 8871 9398

Mobile: 0780-3298065

پاک لوگوں کے وہ عدو ٹھہرے
عمر جن کی پلید گزری ہے

اوراس طرح خاکسار اس عبرتناک واقعہ کو دیکھ کر اپنے ایمان کی حالت میں حق الیقین کی منزل تک پہچا۔گرمی کا موسم تھا اپنے گھر کی چھت پر چارپائی کے پاس مصلّےٰ پر رات بھر ذکر الٰہی ،نوافل اور تہجد کی نماز ادا کی، صبح کاذب اور صبح صادق کے درمیانی وقفہ میں مجھ پر غنودگی کی حالت طاری ہوئی تو حضرت مسیح الموعود امام المہدی آخرالزمان کی زیارت سے فیض یاب ہوا۔ بیداری ہوئی تو دوبارہ وضوکرنے کے بعد نماز فجر اُسی مصلیٰ پرادا کی۔

۵/اپریل ۱۹۷۹ء کا روز میرے لئے اللہ پاک کے فضلوں اور رحمتوں کی نوید لیکر آیا۔سب سے پہلا کام میں نے یہ کیا۔کہ میاں بشیرالدین صاحب امیر ضلع جھنگ کی خدمت میں صبح صبح اُن کے گھر پرفون کر کے اپنے ساتھ ربوہ لے جانے کی گذارش کی۔انہوں نے میری خواہش منظور فرماتے ہوئے حامی بھرلی۔میں اُن کی رفاقت میں ۱۰ بجے ربوہ پہنچ گیا۔مجھے دارالضیافت میں ٹھہرا کر میاں صاحب خود قصر خلافت تشریف لے گئے۔حضور انور دفتر میں موجود تھے ملاقات کی اجازت ملنے پر حاضر ہوکر خاکسار کے متعلق عرض کیا۔

حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفة المسیح الثالثؒ نے بخوشی ظہر کی نماز کے وقت بیعت لینے کی منظوری فرمائی۔بعد نماز ظہر مسجد مبارک میں حضور نے خاکسار کو اپنے پاس طلب فرمایا۔تبسّم فرماتے ہوئے اپنے قریب بیٹھنے کا ارشاد فرمایا۔

”یہ سراسر فضل واحسان ہے کہ میں آیا پسند“

خاکسار کو اللہ پاک نے محض اپنے فضل کے ساتھ اپنے خاندان میں سے پہلے چن کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو شناخت کرنے کی توفیق بخشی۔اور رسول اللہ ﷺ کے ارشاد پرعمل کرتے ہوئے ان کی طرف سے امام الوقت کے تیسرے خلیفہ کی خدمت میں سلام پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوئی الحمدللہ۔ چونکہ یہ بات میرے دل و دماغ میں موجود تھی تو سب سے اوّل اسی کیفیت میں سے گزرتے ہوئے میں نے حضورؒ کی خدمت میں سلام عرض کیا۔حضور نے وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہٗ فرما کر میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور بیعت کے الفاظ دھرائے اور اختتام پر دعا کروائی۔نہایت شفقت سے اپنے گلے لگایا۔آپ کے بعد دوسرے نمبر پر جس پاک وجود نے محبت سے مسکراتے ہوئے مبارک باد دیتے ہوئے سینے سے لگایا وہ ہستی میاں طاہر احمد صاحب تھے۔پھر مسجد مبارک میں سب احباب نے مصافحہ کرتے ہوئے مبارک باد دی۔

واپس جھنگ آکر میں نے سب کی خدمت میں اظہار کردیا۔والد محترم نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ جماعت کو غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے جماعت کے افراد کے خلاف سخت نفرت پائی جاتی ہے۔کوئی اپنے آپ کو محفوظ نہیں سمجھتا۔کیا تمہیں ۱۹۷۴ء کے واقعات یاد نہیں،کیا آئے دن اخبارات میں احمدیوں کے قتل و غارت کے واقعات تم نہیں پڑھتے۔اس کے باوجود تم نے یہ فیصلہ کیا۔تم پر یہ توقع ہرگز نہ تھی کہ تم یہ سب کچھ دیکھنے سننے اور سمجھنے کے باوجود یہ قدم اٹھاؤ گے۔باپ ہونے کے ناطے تمہارے لئے دعا ہی کرسکتا ہوں۔خاندان کے افراد کو جب علم ہوا تو بزرگ اور میرے ہم عمر لوگ فرداً فرداً اور اکٹھے ہوکر آنے لگے اور نفرت اور ناراضگی کا اظہار کیا جانے لگا۔مولویوں کو ساتھ ملا کر سمجھانے کی کوششیں کی گئیں۔اللہ کے فضل سے ہر مسئلہ پر دندان شکن جواب دے کر سرخروئی حاصل کرتا رہا۔دوست احباب نے طعن وتشنیع کا نشانہ بنایا خاندانی بیاہ شادیوں میں شامل ہونے سے روکا گیا۔گویا برادری کی طرف سے سوشل بائیکاٹ کی صورت حال سے دوچار ہونا پڑا۔ ؎

گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

کی نصیحت پرعمل پیرا رہ کر دعاؤں میں وقت گزرتا رہا۔والد محترم بے حد اداس نظر آئے۔بڑے بھائی ۱۹۶۰ء سے انگلینڈ میں مقیم تھے۔والد محترم کی یہ حالت دیکھ کر میں ربوہ گیا اور حضرت خلیفة المسیح الثالثؒ کی خدمت میں بلک بلک کر استدعا کی کہ خاکسار کو آپ نے ظلمت واندھیرے سے نکال لیا ہے حضور میرے والدین اور میرے بڑے بھائی صاحب جہالت کی موت نہ مرجائیں خدارا انہیں آگ کی موت سے بچائیں۔حضور نے میری بے تابی دیکھ کر گلے لگایا اور تھپکی دیتے ہوئے تین مرتبہ ارشاد فرمایا”اللہ اُن پر بھی فضل فرمائیگا“۔ربوہ سے خوشی خوشی واپس آیا اور موقع پاکر والد محترم کی خدمت میں عرض کی کہ آپ نے ہمیشہ دنیاداری کے کاروبار میں مجھ پر اعتماد کیا اور مجھے صائب الرائے سمجھا۔اب بھی آپ بھروسہ کرتے ہوئے ایک دفعہ میرے ساتھ ربوہ چل کر اُس بزرگ ہستی سے ملیں۔صرف مولویوں کے پراپیگنڈہ کا ہی اثر قبول نہ کریں۔شکر الحمد للہ والد محترم نے میری درخواست قبول فرمالی۔

دوسرے روز خاکسار والد محترم اور امیر صاحب جھنگ کے ہمراہ ربوہ پہنچا۔چونکہ عصر کی نماز کے بعد ربوہ پہنچے تھے دوسرے دن ملاقات کا موقعہ ملا۔رات ہم دارالضیافت میں ٹھہرے اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتے رہے اور خاکسار رات بھر سو نہ سکا نہایت درد دل سے دعاؤں کی توفیق ملی۔۲۰ جولائی ۱۹۷۹ء کے روز حضور سے ملاقات نصیب ہوئی۔خاکسار محترم امیر صاحب جھنگ اور والد محترم کمرہ ملاقات میں داخل ہوئے۔حضورؒ نے تبسم فرماتے ہوئے فرداً فرداً سب سے مصافحہ اور معانقہ فرمایا اور بیٹھنے کا ارشاد فرمایا۔ہم تو بیٹھ گئے مگر والد صاحب کھڑے رہے اور عرض کی۔حضور میں نے آپ کی متعدد بار خوابوں میں زیارت کی ہے۔میری بیعت قبول فرمائیں۔حضور نے ازراہ شفقت فوراً پرائیویٹ سیکرٹری کو بلوایا۔اور دفتر میں ہی دستی بیعت لیکر والد محترم کی خواہش پوری کردی۔ الحمدللہ۔

خاکسار نے یہ روحانی نظارہ دیکھا اور اللہ پاک کا شکرادا کیا۔اور دل یقین سے لبریز ہوا۔کہ حضور نے چند روز قبل جو دعا فرمائی تھی وہ پوری ہوتی اپنی آنکھوں سے دیکھ لی۔والد محترم کو بیعت کے بعد حج کرنے کی توفیق ملی اور پھر سواں (۱۰۰) جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کا بھی موقع ملا۔

والد محترم کی بیعت کے بعد خاکسار نے اپنے بھائی کی خدمت میں خط تحریر کیا۔اور ساری صورت حال تحریر کی۔مزید برآں شیخ مبارک احمد صاحب امام مسجد فضل لندن کی خدمت میں گذارش کی کہ میرے بھائی صاحب کو دعوت حق پہنچائیں۔میرے عرض کرنے پر شیخ صاحب WALSALL بھائی صاحب کے گھر خود تشریف لے گئے۔میرا خط دیا اور انہیں جماعت کا تعارف کروایا۔دوتین گھنٹے وہاں ٹھہرے کھانا وغیرہ تناول فرمایا اور کچھ ضروری لٹریچر عنایت فرمایا۔جس کا بیحد اثر ہوا۔اس لٹریچر کو عزیزم طاہر سلیم صاحب نے جو میرے بڑے بھائی کے بیٹے اور میرے داماد ہیں پڑھا اور حق کا نور ان کے دل میں اترا۔۱۹۸۶ء میں عزیزم طاہر سلیم صاحب اور انکی اہلیہ ممتاز سلیم صاحبہ نے محترم قاضی ناصر احمد بھٹی صاحب صدر جماعت نارتھ ویلز کے ذریعہ بیعت کی سعادت حضرت خلیفة المسیح الرابعؒ کی خدمت میں حاضر ہوکر پائی۔اور خاکسار کو اس کی خوشخبری دی۔الحمدللہ۔عزیزم طاہر سلیم صاحب کو بیعت کے بعد تبلیغ کا جنون کی حد تک ذوق وشوق حاصل ہوا۔

خدا کا فضل بارش کی طرح نازل ہوا۔میرے بھائی حاجی طالب حسین صاحب کو بھی اپنے بیٹے اور بہو کی بیعت کے معاً بعد ۱۹۸۶ میں ہی بیعت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔اور ساتھ ہی ان کے بڑے بیٹے محمد سلیم اور تمام گھر کے افراد سلسلہ عالیہ احمدیہ میں بیعت کرکے شامل ہوگئے۔الحمدللہ

دنیاوی لحاظ سے اپنے رحمی رشتوں کا بچھڑنا ایک المیہ سے کم نہیں۔اس روحانی تبدیلی کے بعد رحمی رشتہ دار بچھڑ گئے۔مخالفت کا طوفان اُمڈ آیا۔آزمائشوں سے گذرنا پڑا ابتلاء آئے مگر جو روحانی نظارے دیکھنا نصیب ہوئے اُن کا شمار ممکن نہیں رہا۔نت نئے روحانی مدارج نصیب ہورہے ہیں۔ہر روز تازہ بتازہ نشانات کا مشاہدہ کررہے ہیں۔علم وعرفان کے باب کھل رہے ہیں۔الحمدللہ۔

منزل علم و آگہی کا پتہ
آپ ؐ کے نقش پا سے ملتا ہے
مَے عرفان و جام حبّ نبی
سب خدا کی رضا سے ملتا ہے

❁❁❁❁❁

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِی نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

سیرۃ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ

ماہنامہ ''مصباح'' ربوہ کا دسمبر ۲۰۰۳ء کا شمارہ ''سیدنا طاہرؒ نمبر'' کے طور پر خصوصی اشاعت ہے۔ قریباً دو صد صفحات پر مشتمل اس شمارہ میں حضورؒ کی سیرۃ کے حوالہ سے متعدد مضامین اور نظمیں شامل اشاعت ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام

اس شمارہ کے لئے سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے پیغام میں فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہُ اللہ تعالیٰ کا پیارا وجود ہم سے جدا ہوا ہے۔ یہ عظمت کا مینار نہ مٹنے والی یادیں اور قربانی کی عظیم راہیں ہمارے لئے استوار کرگیا۔ آپؒ کی نیکیاں، محبتیں، شفقتیں، خوبیاں اور بے شمار کارنامے رہتی دنیا تک زندہ رہیں گے۔ حضورؒ نے احمدیت کو ترقی کی شاہراہ پر گامزن کرتے ہوئے راہ مستقیم پر رواں دواں کردیا ہے اور خاص طور پر احمدی عورت کی دینی اور روحانی ترقی کے لئے انتھک جہاد کیا۔ اپنے ایک خطبہ میں آپؒ نے فرمایا: ''حقیقت یہ ہے کہ آپ کو خداتعالیٰ نے زیادہ عظمت کے مقام بخشے ہیں اور کئی پہلوؤں سے آپ کو مردوں پر فضیلت ہے۔ سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری جنت تمہاری ماؤں کے قدموں میں ہے''۔ اس میں عورتوں کے لئے یہ پیغام مضمر ہے کہ عورت کی سب سے بڑی ذمہ داری آئندہ نسلوں کی نیک اور اچھی تربیت ہے۔ اولاد کی اچھی تربیت نیک نمونہ کا تقاضا کرتی ہے۔ جن خاندانوں میں نیک مائیں ہوں، نماز پڑھنے میں باقاعدہ ہوں، نظام جماعت کی اطاعت کرنے والی ہوں، تربیتی کاموں کی خاطر اپنے دنیوی کاموں کا حرج کرنے والی ہوں تو ایسے گھروں کے بچے عموماً دین سے رغبت رکھنے والے اور ماں باپ کے اطاعت گذار ہوتے ہیں۔ اس لئے تربیت کے لئے سب سے اہم اور ضروری چیز اوّل ماؤں کا اپنا نیک نمونہ ہے اور پھر دعا ہے۔ ہر ماں اپنے بچوں، اپنی اولاد کے لئے دعائیں کرے کہ اے اللہ! تُو ہماری کوششوں میں برکت ڈال اور ہماری ذرّیت کو نیک اور صالح بنا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا یہ دستورالعمل تھا کہ کوئی نماز ایسی نہ ہوتی جس میں اپنی بیوی اور اولاد کے لئے دعائیں نہ کرتے۔

پھر آپؒ نے عورت کو قرآن کریم کی اس حسین تعلیم کی طرف بھی توجہ دلائی جو غض بصر اور اپنے ستروں کو ڈھانپنے کی تعلیم ہے۔ آپؒ نے بار بار احمدی عورت کو متنبہ کیا کہ اگر اس نے اس تعلیم کو نظرانداز کیا تو اُس کی آئندہ نسلوں کی روحانی حفاظت کی کوئی ضمانت نہیں۔ پس اگر آپ نے اپنی بچیوں کی عصمت کی حفاظت کرنی ہے تو آپ کو اس اسلامی تعلیم پر عمل کرنے کی پہلے سے بڑھ کر ضرورت ہے۔ اپنی بچیوں کو ابتداء سے ہی پردہ کی اہمیت اور لڑکوں سے بے جا بے تکلّفی سے باز رکھیں۔ آجکل انٹرنیٹ پر chat ہوتی ہے، یہ بھی بے پردگی ہے۔ یہ دوستیاں بدنتائج پر منتج ہوتی ہیں۔ پس احمدی بچیوں کو اس سے بہرحال اجتناب کرنا چاہئے اور والدین کو اس کی نگرانی کرنی چاہئے۔

پس جن راہوں پر چلانے کیلئے جہاد کرتے ہوئے اس وجود نے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کردی، ان راہوں پر چلیں۔ یہی فلاح اور کامیابی کی راہیں ہیں، یہی خدا کی رضا حاصل کرنے کی راہیں ہیں۔

آپ کی روحانی زندگی خلافت سے وابستہ ہے۔ ایمان کا تقاضا ہے کہ خلیفۂ وقت کی اطاعت میں اپنی زندگی بسر کی جائے۔ خدا تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے واسطہ سے دوبارہ یہ خلافت کی نعمت ہمیں عطا فرمائی ہے۔ پس اس نعمت کی قدر کرو اور انکساری کے ساتھ اطاعت کا جُوا اٹھاتے ہوئے اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اپنی زندگیاں بسر کرو۔ اپنے امام کے ساتھ اپنے آپ کو ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ۔

ماہنامہ ''مصباح'' ربوہ کے ''سیدنا طاہر نمبر'' میں شامل اشاعت مکرمہ فرحت ضیاء راٹھور صاحبہ کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:

دکھ درد کی وہ رات بڑی جان گسل تھی
ہم تیری رضا کی سبھی راہوں پہ چلے ہیں
جس شان سے رخصت ہوا وہ شاہ ہمارا
دل دنیا کے، اس رعب سے اک بار ہلے ہیں
اک چاند کو کر آئے ہیں رخصت تہی دامن
اک اَور قمر نکلا تو پہلو میں کھڑے ہیں

نماز کی لذت

ماہنامہ ''مصباح'' ربوہ کے ''سیدنا طاہر نمبر'' میں مکرم بشیر احمد صاحب نے اپنے مضمون میں حضورؒ کی نماز سے محبت پر روشنی ڈالی ہے۔ وہ چھوٹی عمر میں ہی حضورؒ کے ہاں آگئے اور یہیں پلے بڑھے اور حضورؒ کی تربیت اور شفقتوں سے فیض پایا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضورؒ کسی بھی موسم کی پرواہ کئے بغیر نماز مسجد میں جاکر ادا کرتے اور جاتے ہوئے مجھے خاص طور پر مسجد آنے کی تاکید فرماتے۔ فجر کی نماز کے لئے اپنی سائیکل پر بٹھاکر مسجد لے جاتے اور نماز کی پابندی نہ کرنے پر خوب ڈانٹتے۔ سفر میں یا زمینوں پر جاتے تو نماز کا وقت ہوتے ہی وہیں نماز باجماعت ادا فرماتے۔ اس بات سے بے نیاز ہوتے کہ کھیتوں کی گیلی زمین کپڑے خراب کردے گی۔ اس قدر نماز سے عشق تھا کہ عام انسان تصور بھی نہیں کرسکتا۔ نماز تہجد کا بھی اہتمام فرماتے۔ بیماری میں کمزوری کے باوجود بھی کھڑے ہوکر نماز ادا کرتے۔ ہماری درخواست کے باوجود گھر پر نماز ادا نہیں کرتے تھے بلکہ مسجد جاتے۔

خدام سے حسن سلوک

ماہنامہ ''مصباح'' ربوہ کے ''سیدنا طاہر نمبر'' میں مکرم عبدالباری ملک صاحب نے اپنے مضمون میں حضورؒ کی سیرۃ کے حوالہ سے بیان کیا کہ جلسہ سالانہ کے دوران جب حضورؒ لنگر خانہ نمبر۲ کے ناظم تھے تو عام کارکنان کے ساتھ مٹی کے برتنوں میں ہی کھانا تناول فرماتے۔ سارے کام کی نگرانی خود فرماتے۔ ایک دفعہ ایک خادم جس کی ڈیوٹی کسی اَور جگہ پر لگی تھی، اپنی ڈیوٹی چھوڑ کر اپنے دوستوں کی وجہ سے لنگر میں ڈیوٹی کرنے لگا۔ حضورؒ کو علم ہوا تو آپؒ نے اُسے بلاکر سمجھایا کہ جو ذمہ داری دی جائے، وہ پسند ہو یا ناپسند، نظام کی مکمل اطاعت کرتے ہوئے اس کو ادا کرنا چاہئے۔ نیز فرمایا کہ اپنی اصل ڈیوٹی پر حاضر ہوجاؤ اور وہاں کے افسر سے تحریری خط مجھے بھجواؤ کہ تم اپنی ڈیوٹی کررہے ہو۔

حضورؒ غرباء سے بہت شفقت اور ہمدردی سے پیش آتے۔ ایک بار رحمت بازار ربوہ کے سارے موچیوں کو میرے والد صاحب کے ذریعہ کچھ رقم بھجوائی۔ ایک موچی کو جب رقم ملی تو اُس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے اور اُس نے بتایا کہ اُس کی بیوی کے ہاں بچہ کی پیدائش آئندہ چند گھنٹوں میں ہونے والی ہے اور گھر میں کھانے کے لئے کچھ بھی نہیں۔

اپنے خدام سے شفقت کا یہ عالم تھا کہ ایک بار سوئٹزرلینڈ کے دورہ کے دوران جب دعوت کے لئے مکرم شیخ ناصر احمد صاحب کے ہاں پہنچے تو اپنے باورچی مکرم شیر محمد صاحب کو فرمایا کہ میرے ساتھ صوفہ پر بیٹھیں۔ ساری شام اور پھر کھانے کے دوران بھی وہ حضورؒ کے ساتھ ہی صوفہ پر بیٹھے رہے۔ ایک اَور موقع پر جب حضورؒ سے ایک سائنس دان ملاقات کے لئے آئے تو مجھے کافی اور لوازمات پیش کرنے کی سعادت ملی۔ مہمان کے جانے کے بعد حضورؒ نے فرمایا کہ تم نے بہت اچھی سروس دی ہے، اب تم بیٹھ کر کافی پیو اور مَیں برتن دھوتا ہوں۔ مَیں نے عرض کیا ایسا کبھی نہیں ہوسکتا کہ آپؒ برتن دھوئیں۔ اس پر فرمایا کہ اچھا تم برتن دھولو، مَیں تمہارے لئے کافی بناتا ہوں۔ چنانچہ حضورؒ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے میرے لئے کافی بنائی، ایک گھونٹ پیا اور پھر وہ کپ اور کیک خاکسار کو دیدیا۔

بہترین ہمسائیگی

ماہنامہ ''مصباح'' ربوہ دسمبر ۲۰۰۳ء میں مکرمہ امۃالقدیر ارشاد صاحبہ اپنے مضمون میں بیان کرتی ہیں کہ مجھے ایک لمبا عرصہ حضورؒ کی ہمسائیگی میں رہنے کا شرف حاصل رہا۔ آپؒ ایک بہترین ہمسائے تھے۔ ہمیشہ بہت خیال رکھا۔ آپؒ بہت بلند اخلاق کے مالک تھے۔ ایک بار جب میرے داماد ربوہ آئے تو انہوں نے حضورؒ کے صحن میں کار کھڑی کرنے کے لئے آپؒ سے اجازت طلب کی تو آپؒ نے بخوشی اجازت دیدی۔ لیکن اُس رات جب وہ ایک بجے گھر پہنچے تو آپؒ کو جگانا مناسب نہ سمجھا اور گلی میں دیوار کے ساتھ ہی کار لگادی۔ جب واپسی کے لئے چند قدم ہی چلے تھے کہ حضورؒ کی آواز آئی کہ مَیں تو جاگ رہا تھا، تمہارا انتظار کر رہا تھا، کار اندر کھڑی کردو۔

آپ مزید بیان کرتی ہیں کہ ایک بار مجھے مغرب کی نماز کے بعد دل کی تکلیف ہوئی۔ آپؒ کو اطلاع ہوئی تو فوراً دوائی بھیجی اور ہسپتال میں فون کرکے ECG کا سامان منگوایا اور اپنی نگرانی میں ECG کروائی۔ پھر بازار سے دوائی منگواکر دی اور اس طرح حق ہمسائیگی کو کمال تک پہنچادیا۔

میرے بھائی عبدالسلام اختر صاحب کی وفات ہوئی تو حضورؒ نے بڑی شفقت سے فرمایا کہ باجی! مَیں آپ کا بھائی ہوں۔ پھر یہ رشتہ بھی بہت خوبی سے نبھایا۔ ۶۵ء کی جنگ کے دوران ایک بار حضورؒ نے حال پوچھا تو مَیں نے بتایا کہ بیٹی شافی رات کو ڈرتی ہے۔ فرمایا کہ اسے لے کر رات کو ہمارے گھر آجایا کریں، میری بیٹیوں کے پاس رہ کر اسے ڈر نہیں لگے گا۔ اسی طرح ایک بار کسی شادی کے موقع پر میرے نواسے سے پوچھا کہ کھانا کھالیا؟ تو اُس نے جواب دیا کہ مرغی نہیں تھی۔ اس پر آپؒ اُسے لے کر اپنے گھر گئے اور فریج میں سے مرغی کا سالن نکال کر اُسے کھانا کھلاکر واپس بھیجا۔

ماہنامہ ''مصباح'' ربوہ کے ''سیدنا طاہر نمبر'' میں شامل اشاعت مکرمہ فرح جبیں صاحبہ کی ایک نظم سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

اک درد تھا کہ جس کا مداوا نہ ہوسکا
اک غم تھا جس کا کوئی بھی چارا نہ ہوسکا
اک زُعم سے رواں تھے امیدوں کے قافلے
ان کو نئے سفر کا اشارہ نہ ہوسکا
ہر لمحہ دوریوں سے طبیعت تھی مضمحل
اس پر یہ فاصلہ تو گوارا نہ ہوسکا
اے پاکباز شاہِ خلافت! وفا شعار!
اے عاشقِ رسولؐ! دل و جاں ترے نثار

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@hotmail.com

Vol. 11 Friday April 30 2004 Issue No. 18

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

متحدہ مجلس عمل کی حکومت سے کرسی کی خاطر مفاہمت

متحدہ مجلس عمل کے بعض شاطر ملاؤں نے اپنی کرسی بچانے کے لئے مشرف حکومت سے ڈرامائی طور پر مفاہمت کرلی ہے جس کے خلاف پاکستانی عوام کا ردعمل شدید سے شدید تر ہو چکا ہے۔ وہ اپنے مذہبی لیڈروں کی اس درجہ منافقت پر انگشت بدنداں ہیں کیونکہ ایک سال تک ان کی وہ زبانیں جو اسلام اور نظام مصطفیٰؐ کے نفاذ کا مطالبہ کرتی رہیں اور اس کی تائید میں پرزور نعریں لگا کر سادہ لوح عوام کو گرماتی رہیں ان پر تالا لگ گیا ہے اور وہ مہر بلب ہو چکے ہیں۔

حضرت حذیفہؓ سے یہ حدیث مروی ہے کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم اَمَر بِالْمَعروف اور نھی عن المنکر ضرور کرتے رہو گے ورنہ یہ بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ تم سب پر اپنا عتاب نازل کرے۔ تم دعائیں کرو گے مگر تمہیں کوئی جواب ان کا نہیں ملے گا۔

یہ حدیث ترمذی کی کتاب الفتن میں درج ہے اور اس کا متن یہ ہے کہ:

”والذی نفسی بیدہ لتامرن بالمعروف ولتنھون عن المنکر او لیوشکن اللہ ان یبعث علیکم عقابا منہ فتدعونہ فلا یستجیب لکم“۔

بی بی سی نے مجلس عمل کے مذہبی رہنماؤں کی نفاذ اسلام کے معاملہ میں پر اسرار خاموشی پر یہ دلچسپ تبصرہ کیا ہے کہ:

لوگ کہیں گے کہ مجلس عمل نے دو صوبوں میں اپنی حکومتیں بچانے اور عدالت عظمٰی سے اپنی اسناد کے خلاف فیصلہ رکوانے کے لئے جنرل صاحب کو اپنا سب کچھ مان لیا ہے۔ لیکن شاید ایسا نہیں ہے۔ بھلا مجلس عمل کے اکابرین کو ان چھوٹی چھوٹی باتوں کی کیا پرواہ اور پھر حق و باطل کا امتیاز جن کی طبیعت ثانیہ بن چکا ہو انہیں کوئی اس طرح کا طعنہ کیسے دے سکتا ہے۔

یقیناً جنرل صاحب اس قابل ہوں گے کہ اعتماد کے ووٹ کے وقت ان کی مخالفت نہ کی جائے ورنہ مجلس عمل کے رہنماؤں میں اتنی اخلاقی جرأت ہے کہ وہ ’شر‘ کی کسی بھی پیش قدمی کے خلاف ”سیسہ پلائی ہوئی دیوار“ بننے کا کردار ادا کر سکتے ہیں۔

بس سمجھ میں نہ آنے والی محض اتنی بات ہے کہ وہ زبانیں جن پر خطابت نثار رہتی ہے اور جن کی کاٹ کا شہرہ ایک زمانہ میں ہے انہیں نیام میں رہنے کے لئے معاہدہ کی کیا ضرورت تھی۔

مجلس عمل کے پاس اس عمل کے جواز بھی بیشمار ہوں گے اور تاویلیں بھی لاتعداد ہوں گی ویسے بھی: فقیہ شہر قاروں ہے لغت ہائے حجازی کا۔

......اقبال نے ابلیس کی مجلس شوریٰ میں پتہ نہیں کیوں کہا تھا کہ

جانتا ہوں مَیں کہ مشرق کی اندھیری رات میں
بے ید بیضا ہے پیران حرم کی آستیں

بی بی سی کا مکمل تبصرہ روزنامہ ’دن‘ ۱۱؍فروری ۲۰۰۴ء کے صفحہ ۷ پر شائع ہوا ہے۔

ہے دیکھنے کی چیز اسے بار بار دیکھ

بقیہ: رپورٹ دورہ افریقہ از صفحہ اول

سے مزیّن کرنے کا پروگرام ہے۔ حضور انور نے فرمایا اب اس کام کو بھی جلد مکمل کروائیں۔ اس کے بعد حضور Portonovo میں ایک ابتدائی مخلص احمدی ’راجی‘ خاندان کے گھر تشریف لے گئے جہاں حضور نے دوپہر کا کھانا تناول فرمایا۔

چار بجکر چالیس منٹ پر حضور انور صدر نیشنل اسمبلی حکومت بینن سے ملاقات کے لئے اسمبلی ہاؤس تشریف لے گئے۔ صدر نیشنل اسمبلی سے ملاقات پندرہ منٹ تک جاری رہی۔ صدر نیشنل اسمبلی نے حضور انور کی تشریف آوری پر خوش آمدید کہا اور جماعتی خدمات کو سراہتے ہوئے کہا کہ میں سارے ممبران اسمبلی کو بتاؤں گا کہ جماعت احمدیہ کے سپریم ہیڈ تشریف لائے تھے۔ ہمارے ان سے بہت اچھے تعلقات ہیں اور میں ہر طرف دیکھ رہا ہوں کہ جماعت احمدیہ خوب خدمات بجالا رہی ہے۔

حضور انور نے فرمایا ہمارا یہاں آنے کا مقصد اور ہمارے مذہب کا بھی یہی مقصد ہے کہ انسانیت کو اکٹھا کریں ان سے محبت کریں اور مجھے اچھا لگا ہے کہ یہاں کے لوگوں میں محبت ہے اور مہمان نوازی بھی ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ ملک ترقی کرے۔ آپ اور خدمت کر سکیں اور اس کام کو بینن کے لوگوں کے لئے اور آگے بڑھا سکیں۔ آخر پر صدر اسمبلی نے حضور انور کا شکریہ ادا کیا کہ حضور انور نے مجھ سے براہ راست بات کی اور ملاقات کا موقعہ دیا ہے۔

اس ملاقات کے بعد پریس کے نمائندگان نے انٹرویو لیا۔ جس میں حضور انور نے فرمایا کہ ہماری دوستانہ ماحول میں عام سادہ باتیں ہوئی ہیں نہ ہم سیاسی لیڈر ہیں اور نہ ہی سیاسی باتیں کرتے ہیں۔ انسانیت کی ترقی اور بہبود پر گفتگو ہوئی ہے۔ اس کے بعد شام چھ (۶) بجکر پندرہ منٹ پر حضور انور ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے انسٹی ٹیوٹ تشریف لے گئے۔ جہاں انسٹی ٹیوٹ کے ڈائریکٹر اور وائس ڈائریکٹر نے حضور کا استقبال کیا۔

اس انسٹی ٹیوٹ کا نام یہ ہے

Universtie Abomey-Calavi
The Abdus Salam International Centre
for Theoretical Physics (Italy)
Institut De Mathematiques Et De Sciences Physicqes

یونیورسٹی کے ڈائریکٹر، وائس ڈائریکٹر نے حضور انور کی تشریف آوری پر شکریہ ادا کیا اور ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی بینن کے لئے خدمات کو سراہا۔ اس کے بعد حضور انور نے مختصر خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ یہاں آنے سے پہلے علم نہیں تھا کہ فارمل خطاب کرنا پڑے گا۔ میں آپ کے اس انسٹی ٹیوٹ کو دیکھ کر بہت خوش ہوا ہوں کہ دنیا کے اس ایریا میں ایسا انسٹی ٹیوٹ ہے جس کو مَیں بہت زیادہ قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں اور اس کی تعریف کرتا ہوں اور آپ جو کوشش کر رہے ہیں میں جانتا ہوں کہ افریقہ میں بہت پوٹینشل ہے۔ مگر بہت سے وسائل کی ضرورت ہے یہ ایک حوصلہ افزاء بات ہے کہ ایسا ادارہ ہے جو اس قوم کے ذہنوں کو جلا بخشتا ہے۔ اللہ کرے کہ یہاں کے سٹاف کو اچھی ایڈمنسٹریشن کی توفیق ملے اور جو طلبا پڑھ رہے ہیں اور جو آئندہ پڑھیں گے ان سب کو یاد رکھنا چاہئے کہ ملک کا آپ پر حق ہے کہ اپنے ملک کے لوگوں کی خدمت کریں۔ جب اپنی تعلیم مکمل کریں تو باہر جانے سے پہلے کچھ عرصہ ضرور اپنے ملک کی خدمت کریں۔ اگر آپ اپنے ملک کی ایمانداری اور محنت اور اخلاص سے خدمت کریں گے تو اپنے ملک کو ترقی یافتہ ممالک میں لا کھڑا کریں گے۔ خدا تعالیٰ آپ سب کو اپنی ذمہ داریاں سمجھنے اور ادا کرنے کی توفیق عطا دے۔ آمین

اس مختصر خطاب کے بعد حضور انور نے دعا کروائی اور انسٹی ٹیوٹ کے مختلف شعبوں کا معائنہ فرمایا۔ اس کے بعد حضور انور واپس مشن ہاؤس تشریف لے آئے۔ جہاں حضور انور نے مبلغین اور ان کی فیملیز سے ملاقات کی۔ یہ فیملی ملاقاتیں ۸:۳۰ بجے تک جاری رہیں۔ اس کے بعد حضور انور نے ہمسایہ ملک ٹوگو (TOGO) سے آنے والے وفد سے ملاقات کی۔ ٹوگو کی ۲۷ جماعتوں سے ۶۸ افراد پر مشتمل یہ وفد بڑا کٹھن اور تکلیف دہ سفر طے کر کے اپنے پیارے آقا کے دیدار کے لئے پہنچا تھا۔ ان میں سے بعض لوگوں کی عمریں ۷۰ سال سے اوپر تھیں۔ اس وفد میں خواتین بھی شامل تھیں۔ بعض لوگ ۷۵۰ کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے آئے تھے۔ یہاں رستے بھی خراب ہیں اور ٹرانسپورٹ کا بھی بُرا حال ہے لیکن اس کے باوجود یہ سب احمدی احباب اپنے پیارے آقا کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے آئے تھے۔ حضور انور نے ان سب احباب کو شرف مصافحہ بخشا اور تصویریں بھی کھینچی گئیں۔ اس وفد نے دو دن قیام کیا اور پانچوں نمازیں حضور انور کی اقتداء میں ادا کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اس وفد سے ملاقات کے بعد حضور انور نے نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔

قبولیتوں کا دروازہ

حضرت مسیح موعود کے مکتوب ۱۵؍فروری ۱۸۸۹ء سے ایک پر معارف اقتباس:

”محبت ایک خاص حق اللہ جل شانہ کا ہے جو شخص اس کا حق دوسرے کو دے گا وہ تباہ ہوگا۔ تمام برکتیں جو مردان خدا کو ملتی ہیں، تمام قبولیتیں جو ان کو حاصل ہوتی ہیں کیا وہ معمولی وظائف سے یا معمولی نماز اور روزہ سے ملتی ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ وہ توحید فی المحبت سے ملتی ہے۔ اسی کے ہو جاتے ہیں، اسی کے ہو رہتے ہیں۔

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر سوم صفحہ ۷۲۔ مطبوعہ فروری ۱۹۲۹ء)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّ قْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔